قارئین کو
عیدُالفطر
مُبارک

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت مُلتان

۱

رمضان/شوال: ۱۴۱۹ھ ◇ جنوری: ۱۹۹۹ء

نفاذِ شریعت اور ابلیس کی مجلس شوریٰ

پاکستان — یا احمق دانشوروں کی چوپال

امیر الاحرار سید عطاء المحسن بخاری کا فکر انگیز کالم

رمضانُ المُبارک

اُخروی کمائی کا مہینہ

عیدُالفِطر - صدقۃ الفِطر

احکام و مسائل

مرزا طاہر کی خُوش فہمی

مفکرِ احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ

بحیثیت مکاتیب نگار

یاد شُد بہ شرُ

انگریز کا خودکاشتہ پودا کون؟

اَخبارُ الاحرار

تنظیمی سرگرمیاں

نفاذِ اسلام .... عذاب الٰہی سے نجات

زوال و بربادی کی تکمیل اسی وقت ہوتی ہے جب ملک اور قوم کا بڑا کہلانے والے اللہ سے بے پرواہ ہو کر زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے مقابلے پر اتر آتے ہیں اور قوم صرف تماشائی بنی رہتی ہے۔ خدا فراموشی، سرکشی اور دین بیزاری کے جو دل دوز مناظر پورے ملک میں دیکھے جا رہے ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے نصرت غیبیہ کے نزول کی دعا بھی ایک مذاق معلوم ہو رہی ہے۔

تشکیل پاکستان کے وقت حلفیہ وعدے اور قسمیں نعرہ بازی کے جلو میں، غلاف کعبہ پکڑ پکڑ کر اسلامی نظام نافذ کرنے کے لئے ملک مانگا گیا تھا۔ لیکن ملک مل جانے کے بعد ہر حیلہ سے اسلام کو ملک بدر کر دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں صرف پچیس برس بعد ہم نصف ملک (مشرقی پاکستان) کھو بیٹھے۔ وہاں لاکھوں کلمہ گو، کفار کے دلالوں اور ایجنٹوں کے ظلم و ستم سے دریائے آتش و خون میں ڈوب گئے۔ امن و سکون ہمیشہ کے لئے غنقا ہو گیا۔ لادین طبقہ عذاب بن کر اقتدار پر مسلط ہو گیا اور اسلام آنے کی موہوم سی امید کا چراغ بھی گل ہو گیا۔

اگر آج اس بچے کھچے پاکستان میں بھی فسق و فجور پروری اور دہریت و مرزائیت نوازی کی ملعون ڈگر نہ چھوڑی گئی اور مصائب و آفات کے وقت خوف الٰہی کی جگہ احکام و تنبیہات الٰہیہ کے "مقابلہ" کا فرعونی انداز ترک نہ کیا گیا تو پھر ...... آسمان زمین کی جگہ آسکتا ہے مگر دنیا کے کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ ہی نہیں بلکہ دوست اسلامی ممالک کی ہمدردیاں بھی پاکستان اور اس کی لادین حکومت کو اللہ کے غضب سے نہیں بچا سکتیں۔ صرف مادی وسائل پر اعتماد، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت و مورچہ بندی، آئمہ کفر کی طرح اللہ کا انکار موجب قہر و عذاب ہے۔

ابھی سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوا۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں سچے دل سے کفر و فسق پر اظہار ندامت، مسلسل توبہ و استغفار، تلاوت قرآن، اللہ سے کئے عہد و پیمان کی تجدید اور مکمل اسلامی نظام کا نفاذ ہی رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہود و نصاریٰ اور ان کے ایجنٹوں کی طرف سے استہزاء و تمسخر، مخالفت و مزاحمت اور سازش و اتہام کا نقصان قبول کر لیں مگر دین پر عملی استقامت کا مظاہرہ کریں۔ اس کی قبولیت کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کر لینے میں ہی ظاہر و باطن کی نجات ممکن ہے۔

واللہ علی ما نقول وکیل، وھو یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔ اللھم لا تقتلنا بغضبک ولا تھلکنا بعذابک وعافنا قبل ذالک ۔

اے اللہ ہمیں اپنے غصہ و غضب سے قتل نہ کیجئے۔ اور اپنے عذاب کے ساتھ ہلاک نہ کیجئے۔ اور ایسا وقت آنے سے پہلے ہی ہمارے گناہ معاف فرما دیجئے۔

جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اقتباس اداریہ "الاحرار" جلد ۴۔ ستمبر ۱۹۷۳ء

Regd: M - No.32

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رمضان المبارک: ۱۴۱۹ھ
جنوری: ۱۹۹۹ء

زرِ تعاون سالانہ:
اندرون ملک ۱۵۰ روپے،
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

جلد: ۱۰، شمارہ: ۱، قیمت: ۱۵ روپے،

مجلس ادارت

* زیرِسرپرستی: حضرت مولاناخواجہ خان محمدمدظلہ

* رئیس التحریر: سید عطاءالمحسن بخاری

* مدیرمسئول: سیدمحمدکفیل بخاری

رفقاءِ فکر

ابنِ امیرشریعت حضرت پیرجی سیدعطاءالمہیمن بخاری مدظلہ

- پروفیسرخالدشبیر احمد
- سیدخالدمسعود گیلانی
- مولانا محمداسحٰق سلیمی
- مولانامحمدمغیرہ
- عبداللطیف خالدچیمہ
- محمدعمرفاروق
- ابوسفیان تائب
- ساغراقبالی

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 511961

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیلِ نو پرنٹرز، مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

تشکیل

اداریہ:	دل کی بات	مدیر	۳
قلم برداشتہ:	پاکستان......یا احمق دانشوروں کی چوپال؟	امیر الاحرار سید عطاء المحسن بخاری	۶
دین و دانش:	رمضان المبارک.....اُخروی کمائی کا مہینہ	مولانا محمد مغیرہ	۸
" " " "	عید الفطر.....صدقۃ الفطر (مسائل واحکام)	جانشینِ امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ	۱۲
" " " "	رمضان المبارک کی آمد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ	افاداتِ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ	۱۶
" " " "	تکمیلِ نبوت	مولانا عبد الحق چوہان رحمہ اللہ	۱۷
شاعری:	حمد (حباب ترمذی)، نعت (کاشف گیلانی)، نظم: ماہِ صیام، (سید عطاء المحسن بخاری)، نظم: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ (انجم نیازی)		۲۲
افکار:	مرزا طاہر کی خوش فہمی	محمد عمر فاروق	۲۴
ردِّ قادیانیت:	یادش بہ شر.....خود کاشتہ پودا کون؟	سید عطاء المحسن بخاری	۲۷
" " " "	اور مرزائی بھاگ گیا........	دین محمد فریدی	۲۹
سیرت صحابہ:	سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ	محمد علی شیخ	۳۲
حاصلِ مطالعہ:	جگر لخت لخت	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	۳۵
حسنِ انتقاد:	تبصرہ کتب	ادارہ	۳۸
تحقیق:	مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ بحیثیت مکاتیب نگار	محمد عمر فاروق	۴۲
مطالعہ خصوصی:	سی ٹی بی ٹی	بریگیڈیر (ر) شمس الحق قاضی	۵۱
اخبار الاحرار:	جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	۵۴
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	۵۹

دل کی بات

نفاذِ شریعت بل اور ابلیس کی مجلس شوریٰ

موجودہ مسلم لیگی حکومت نے پاکستان میں نفاذ شریعت کے عزم کا اظہار کیا اور ایک شریعت بل قومی اسمبلی میں پیش کر دیا۔ جو قومی اسمبلی سے منظور ہو کر سینٹ میں منظوری کا منتظر ہے اور منظوری کے آثار بہ ظاہر معدوم ہیں۔

ہم نے انہی صفحات میں گزشتہ مہینوں لکھا تھا کہ مجلس احرارِ اسلام شریعت بل کی بے جا مخالفت کے حق میں نہیں ہے۔ ہم لادین سیاست دانوں اور اپنی بولی میں بہر حال ایک واضح فرق باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کی دیگر دینی جماعتوں کی طرح مجلس احرار اسلام نے بھی دینی حوالے سے اس بل کا مکمل جائزہ لیا، اس کو مزید بہتر اور قابل عمل بنانے کیلئے پورے اخلاص کے ساتھ حکومت کو تجاویز پیش کیں۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ نفاذ شریعت کیلئے پیش رفت تو کجا خود حکومتی وزرا اور بعض ارکان اسمبلی شریعت کے بارے میں توہین آمیز اور کفریہ کلمات بک رہے ہیں۔

افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ سپیکر قومی اسمبلی الٰہی بخش سومرو جنہوں نے شریعت بل منظور کیا وہی اس کے خلاف بول رہے ہیں۔

وہی قتل بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

۴، دسمبر ۱۹۹۸ء کو لاہور میں فنکاروں کے لئے "گریجوایٹ ایوارڈز" کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے جو زہر افشانی کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

"شریعت بل کے نفاذ سے معاشرے میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ سب کچھ اسی طرح چلتا رہے گا۔ فنکاروں اور خواتین کو نفاذ شریعت بل سے خوفزدہ ہونے یا گھٹن محسوس کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ گزشتہ پچاس سالوں میں کئی بل پاس ہوئے اور سرکاری کاغذات میں جمع ہو گئے مگر کسی کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکے۔ اسی طرح شریعت بل بھی فنکاروں اور خواتین سمیت کسی کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنے گا بلکہ سب کچھ جس طرح ہے اسی طرح چلتا رہے گا۔ وزیراعظم یہ بل صرف دہشت گردوں اور تخریب کاروں کو سزا دینے کے لئے لارہے ہیں۔

سپیکر موصوف نے اپنی بیوی کے حوالے سے بتایا کہ قومی اسمبلی میں شریعت بل منظور ہوا تو ان کی بیوی نے اس پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ میرا ہیئر ڈریسر (گیسو تراش) دکان چھوڑ کر جارہا ہے کیونکہ اب عورتیں بال نہیں کٹوا سکیں گی۔ چنانچہ میں نے اپنی اہلیہ کو مطمئن کیا کہ شریعت کے نفاذ سے خواتین پر کوئی پابندی نہیں لگے گی۔ بلکہ پورا پاکستان اسی طرح چلتا رہے گا۔ سپیکر نے مزید کہا کہ پاکستان میں طالبان کی طرز کا نظام آنے کا کوئی خطرہ نہیں۔ (روزنامہ خبریں ملتان۔ ۵، دسمبر ۱۹۹۸ء)

اسی طرح وفاقی وزیر بہبود آبادی عابدہ حسین نے وی اے او کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا

"شریعت بل سے بڑی تبدیلی نہیں آئے گی۔ میں اپنے سر کو نہیں ڈھانپتی۔ (خبریں ملتان ۳۰، دسمبر ۱۹۹۸ء)

ان بیانات کی روشنی میں یہ سمجھنا کوئی مشکل نہیں کہ حکومت کے عزائم کیا ہیں؟۔ دینی جماعتوں نے محض اس لئے شریعت بل کی مشروط حمایت کی تھی کہ حکمران نفاذِ اسلام کے سلسلہ میں علماء کے عدم تعاون کو بہانا نہ بنائیں اور اگر یہ کارِ خیر ان حکمرانوں کے ذریعے انجام پاجاتا ہے تو ہمارا ہی مقصد پورا ہوگا...... لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

وزیراعظم کا حال یہ ہے کہ انہوں نے ایک سینیٹر کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا مگر آج تک اس کا نام نہیں بتایا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ نواز شریف صاحب مذکورہ سنیٹر کے خلاف خود مدعی بن کر مقدمہ درج کراتے اور اسے قرار واقعی سزا دلوا کر عبرت کا نشان بنا دیتے۔ مگر انہوں نے توہین رسالت کرنے والے یہود و نصاریٰ کی خوشنودی میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا۔ (معاذاللہ)

محمد نواز شریف پاکستان کے طاقتور ترین وزیراعظم ہیں۔ اس وقت ان کے پاس ضیاء الحق شہید والے اختیارات ہیں اور وہ ضیاء الحق مرحوم کے منہ بولے بیٹے بھی ہیں۔ ان کے بقول کہ انہوں نے بیت اللہ شریف میں اللہ سے عہد کیا ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کروں گا۔ وہ سوچ لیں کہ اللہ سے عہد شکنی کی سزا کیا ہے؟۔ اور یہ سزا گزشتہ پچاس برس سے پاکستانی بھگت رہے ہیں۔ سپیکر اور وزراء کے بیانات پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ قومی اسمبلی نہیں بلکہ بقول اقبال "ابلیس کی مجلس شوریٰ" ہے۔ جو اسلام کا نام لیکر اسلام کی مخالفت کا ابلیسی ہتھیار استعمال کر رہی ہے۔ سومرو صاحب اسی مجلس کے سپیکر ہیں جس کے اکثر ارکان ابلیس کے حقیقی جانشین اور اس کے ہرکارے ہیں۔ فساق و فجار، علانیہ زانی شرابی اور بدمعاش ہیں۔ دُم بریدہ سگانِ یہود و نصاریٰ ہیں۔ اسلامی عقائد، اقدار، تہذیب اور اعمال کے خلاف ان کی زبانیں کتوں کی طرح چلتی ہیں۔ جب یہ بھونکتے ہیں تو پھر ان کو دیکھ ان کی زنانِ فاحشہ بھی بھونکتی ہیں۔ لعنت بر پدرِ برفرنگ۔

سودی نظام کی بقاء کے لئے کروڑپتی سکیموں کا اجراء، سود کے حق میں حکومتی اپیل، ذرائع ابلاغ سے عریانی و فحاشی اور بدمعاشی کا فروغ یہ اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے اعمال ہی تو ہیں۔ وزیراعظم اپنی سیاسی فتوحات پر تکبر اور غرور کرنے کی بجائے بارگاہ الٰہی میں ان اعمال سیہ کی معافی مانگیں اپنے بدزبان وزیروں کے منہ میں لگام دیں اور رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں نفاذ شریعت کے مبارک عمل کی تکمیل کریں۔

باقی رہا طالبان کا اسلام؟ تو یہ بھی امریکی کتوں یہود و نصاریٰ کی طرف سے طالبان کو بدنام کرنے کا پروپیگنڈہ ہے۔ طالبان کا اسلام کوئی الگ اسلام نہیں۔ وہی اسلام ہے جس پر پوری دنیا کے مسلمانوں کا ایمان ہے اور جو عین قرآن و سنت ہے۔ اسلام کا راستہ اب کوئی نہیں روک سکتا۔ تم روک کر دیکھو۔ پاکستان کے ہی طالبان ابابیلوں کی طرح نکلیں گے۔ اور فساق و فجار بے دینوں کو نشانِ عبرت بنا دیں گے۔

ربوہ کا نیا نام ''چناب نگر'' رکھا جائے۔

۶، نومبر ۱۹۹۸ء کو پنجاب اسمبلی نے ربوہ کے نام کی تبدیلی کی ایک قرارداد متفقہ طور پر منظور کی۔ جس کے محرک مولانا منظور احمد چنیوٹی تھے۔ ملک کے تمام دینی حلقوں نے اس فیصلہ پر پنجاب اسمبلی کو مبارکباد دی۔ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے گورنر پنجاب اور صوبائی وزیر مال سے ملاقات کر کے چند نام بھی پیش کئے۔ مگر اتنے اچھے اقدام کو جس طرح خود حکومت نے پامال کیا وہ بدترین مثال ہے۔ پہلے ''نیو قادیان'' نام رکھا گیا اور دینی حلقوں کی مخالفت پر اب ''چک ڈھگیاں'' ربوہ کا پرانا نام تجویز کر کے نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے۔ ہم اس نئے نام کو نامنظور کرتے ہوئے حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ چونکہ یہ شہر دریائے چناب کے کنارے واقع ہے اسی مناسبت سے اس کا نام ''چناب نگر'' رکھا جائے۔ علاوہ ازیں سینکڑوں ایکڑ اراضی قادیانیوں کے ناجائز قبضہ سے واگزار کرا کے وہاں کے باشندوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

غدارِ پاکستان ڈاکٹر عبدالسلام کے لئے یادگاری ٹکٹ کا اجراء:۔

حال ہی میں محکمہ ڈاک نے غدار پاکستان آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی سائنسی خدمات کے اعتراف میں یادگاری ٹکٹ جاری کیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ یہ ڈاکٹر عبدالسلام وہی ہے جس نے پاکستان کے ایٹمی راز اسرائیل اور امریکہ کو دیئے اور اسی خدمت کے عوض اسے نوبل پرائز دیا گیا۔ جس نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا تھا۔ ایسے غدار ملت اور غدار وطن کے لئے ٹکٹ کا اجراء یقیناً قابل مذمت ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مذکورہ ٹکٹ منسوخ کر کے تلف کئے جائیں اور سائنسی خدمات کے اعتراف میں عظیم محب وطن ڈاکٹر عبدالقدیر کے لئے یادگاری ٹکٹ جاری کیا جائے۔

عراق ...... امریکی غنڈہ گردی کی زد میں:

۱۶، دسمبر ۱۹۹۸ء کو عراق پر امریکہ نے پھر حملہ کر دیا۔ مظلوم عراقی مسلمانوں پر میزائلوں، راکٹوں اور بموں کی بارش کر دی۔ جس کے نتیجے میں سینکڑوں مسلمان شہید ہو گئے۔

عراقی مسلمانوں کا قصور یہ ہے کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے غنڈے اور دہشت گرد امریکہ کی اطاعت قبول کرنے سے انکاری ہیں۔ عراقی مسلمانوں پر ہونے والے اس ظلم پر عالم اسلام کی خاموشی اس سے بڑا سانحہ ہے۔ اس وقت امریکہ تنہا دندنا رہا ہے اور جس ملک پر جب چاہتا ہے حملہ کر دیتا ہے۔ پورا عالم عرب اور عالم اسلام امریکہ کی زد میں ہے۔ ہر طرف امریکی اڈے موجود ہیں جو مسلمان حکمرانوں نے مہیا کئے ہیں۔ ہم اس حملے پر سوائے مذمت، احتجاج اور کڑھنے کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ یہ تو مسلم ممالک کے حکمرانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اگر ''اسلامی کانفرنسوں'' کے ذریعے امریکی مفادات کا ہی تحفظ کرتے رہے تو پھر ان کی اپنی سلامتی بھی غیر محفوظ ہے۔ جو امریکہ عراق پر حملہ کر سکتا ہے وہ دنیا کے کسی بھی اسلامی ملک کو کسی وقت نشانہ بنا سکتا ہے۔ اسلامی ممالک جب تک امت مسلمہ کے دفاع و تحفظ کے لئے دنیا کے سب سے بڑے بدمعاش، سب سے بڑے غنڈے اور سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ کے خلاف متحد ہو کر مستقل لائحہ عمل تیار نہیں کرتے اس وقت تک کسی کی سلامتی بھی محفوظ نہیں۔

سید عطاء المحسن بخاری

پاکستان......... یا، احمق دانشوروں کی چوپال؟

پیارے پاکستان .... گلشن کو شرمائیں تیرے ہرے بھرے میدان! کیا اچھا حسن آفریں، خیالات کو وطن سے محبت بخشنے والا شعر ہے۔ دشمن پاکستان یا نظریۂ پاکستان کی باطل تاویلات کرنے والا سیکولر اور لبرل ذہن بھی اس شعر کو گنگنانے اور سننے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ گردوپیش میں پیدا ہونے والی نغماتی لہروں سے ساری فضا معمور ہو جاتی ہے، جھوم اُٹھتی ہے، ہوائیں بھی نغمہ سرا ہو جاتی ہیں۔ کوئی پتھر ہی اس نغماتی حسن کے کیف و سرور کی سمعی و بصری لذتوں اور لطافتوں سے محروم ہو تو ہو، انسان نام کا کوئی جاندار تو اس سے حظ اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہمارے اس حسین دیس کی سندرتا کو گہنانے والے سیکولر اور لبرل سپوت اندھا دھند اس کام میں مصروف ہیں کہ تمام کفار و مشرکین اور ہمہ قسم کے مرتد، زندیق اور ملحد لوگوں کو محب وطن، ترقی پسند، روشن خیال ثابت کیا جائے اور باور کرایا جائے کہ وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کے تمام راستے انہی لوگوں کی سعی و ہمت سے کھل جائیں گے اور بستی کا امن، آبادی کا رنگ و نور انہی لوگوں کے رویوں، جذبوں اور عمل میں مستور ہے۔ یہ عناصر ملکی سیاست کی بنیاد بھی انہی افراد کی سیکولر پالیسیوں پر قائم کرتے ہیں، سیاسی عمل کو آگے بڑھاتے ہیں اور اپنی مسموم اغراض کی تکمیل کرتے ہیں۔ چاہے یہ لوگ مسلم لیگ میں ہوں، پیپلز پارٹی کی جھالر ہوں یا اے این پی کا طوق گلو ہوں، سیاسی دانش گاہ میں بیٹھ کر بڑی بڑی ''گراں قدر'' حماقتیں کرتے ہیں۔ مثلاً ان سیکولر پارٹیوں نے اپنے وسیع الخیال اور ''وسیع البنیاد'' سیاہ دامن میں مرزائیوں، عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں اور سکھوں کو پناہ دے رکھی ہے اور اس مذموم رویے کے عوض کفار و مشرکین سے مالی منافع حاصل کرتے ہیں، حقوق انسانی کے نام پر دینی حقوق کی بے دریغ پامالی کرتے ہیں۔ ان کی انہی سیکولر پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ پاکستان کے بے عمل حکمرانوں، نام نہاد عادلوں نے توہین عدالت کا قانون تو بنایا ہوا ہے اور اس پر عمل بھی ہوتا ہے مگر اس ''نظریاتی ملک'' کے ''مسلمان نما'' لوگوں نے توہین رسالت کا قانون پہلے تو بنایا ہی نہیں اور جب بنا لیا ہے تو اس پر عمل جاری نہیں کیا گیا۔ مرزائیوں کے ''حضرت صاحب'' مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں میں اس قدر توہین انبیاء و رسل (علیہم السلام) ہے کہ پناہ بخدا، مگر نہ تو کسی مرزائی کو سزا دی گئی، نہ مرزائیوں کے ناپاک لٹریچر کو ضبط کیا گیا، نہ ان کو تبلیغ ارتداد سے روکا گیا۔ حکومتی اداروں نے ان کا قطعاً تعاقب نہیں کیا بلکہ انہیں ہر حکومت نے ملازمتیں اور عزت دی، مالی منافع دیئے، انہیں تحفظات فراہم کئے۔ اس ملک میں محمد حنیف رامے جیسے سمجھ دار لوگ بھی مرزائیت کے تحفظ میں گوئے سبقت لے گئے۔ کمال تو ان ''شاندار'' مرزائیوں کا ہے جو سیاسی برقع اوڑھ کر سیاسی مفاد پرستوں کے ہوس اقتدار کی خواہشوں، آرزوؤں

اور سسکتی بلکتی تمناؤں کی تکمیل و تشکیل میں جت جاتے ہیں اور مخالف کی معمولی سی جنبش کو سیاسی خورد بین سے دیکھ کر مستقبل کے خطرے بھانپنے والے سیاسی حشیش فروش، مرزائیوں کو نہیں پہچان سکتے، بلکہ ان کی بے گناہی کے مناد بن جاتے ہیں، ان کی صفائیاں دیتے اور ان کے "اخلاق عالیہ" کے گن گاتے ہیں، دینی کارکنوں اور زعماء کو دہشت گرد، بنیاد پرست، انتہا پسند، فرقہ باز اور نہ جانے کیسی کیسی بیہودیانہ اصطلاحات سے نوازتے ہیں اور منہ ٹیڑھا کر کے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں مولویوں کا رویہ تو "ھیومن رائٹس" کے منافی ہے۔ مگر یہ سیکولر وحشت اثر اتنی سمجھ کا مالک ہی نہیں کہ وہ سمجھے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی توہین اور ان کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال سب سے بڑا غیر انسانی فعل ہے۔ اس غیر انسانی رویے سے روکنے کی بجائے الٹا روکنے والے، احتجاج کرنے والے اور سزا کا مطالبہ کرنے والے کو انسانی حقوق کا دشمن کہا جاتا ہے۔ کسی عام آدمی کے کافر ماں باپ کو اگر ایسا تیسا کہا جائے تو وہ ناقابل برداشت ہوتا ہے، جن کے صدقے حیوانوں کو آدمیت کی سوغات ملی، ان کی شان میں گری ہوئی گفتگو کیونکر برداشت کی جاسکتی ہے؟ سب سے اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہتک آمیز لب ولہجہ آدمی کو دین و ایمان سے باہر پھینکتا ہے۔ نہ جانے احمقوں کی چوپال میں براجمان "دانشور" اس پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے؟ اس پہلو سے کیوں نہیں سوچتے؟ یورپ کا ناپاک قانون بھی ملکہ کی توہین اور حکومت میں مداخلت پر تو گرفت کرتا ہے لیکن سیدنا مسیح مقدس علیہ السلام پر کیچڑ اچھالنے والے اور سر بازار بکنے والوں کو کچھ نہیں کہتا، پاکستان میں بھی سیاسی اٹھا بیٹھ کرنے والوں، حکومت پر تنقید کرنے والوں اور حکمرانوں کو کوسنے والوں کی پکڑ دھکڑ ہوتی ہے۔ محمد علی جناح پر جائز و ناجائز گفتگو کرنے والے پر تو "تف تف" ہوتی ہے، قانون حرکت میں آتا ہے لیکن بے حسی، مردہ ضمیری اور کافری ملاحظہ فرمائیں کہ توہین رسالت کے مجرموں کو نہ ہی پکڑا جاتا ہے نہ انہیں سزا دی جاتی ہے بلکہ ان سیاسی کرگسوں، شکم پرست بے دین دانشوروں، اھرمن کی کنیزوں اور استعماری خروں نے انہیں باہر بھجوا کے اپنی ارواح خبیثہ کو سکون پہنچایا ہے۔ پاکستانی مرزائیوں کو اقتداری برہمنوں نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور اس پیارے دیس کی شانتی داؤ پر لگا رکھی ہے۔ سکون کے دن رات غارت کر دیئے اور خوف و ہراس کی کالی رات لمبی کر دی ہے۔

اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

یا

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں

ایسے ادراک فروشوں، رات کے شہبازوں، شرع پیمبر سے بے زار لوگوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے درست فرمایا تھا

زمن گیر ایں کہ نادانے نکو کیش
ز دانش مند بے دینے نکو تر

مولانا محمد مغیرہ (خطیب مسجد احرار (ربوہ) چناب نگر)

رمضان المبارک مسلمانوں کے لئے اخروی کمائی کا مہینہ

انسان کی چند روزہ زندگی ہے اسکو یقیناً آج یا کل ایک ایسے سفر پر روانہ ہونا ہے جس کا زادراہ انسان کا ایمان اور عمل صالح ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور چیز وہاں کام نہ دے گی۔ اس چند روزہ زندگی میں اگر کوئی انسان لاکھوں روپوں کے بنے ہوئے بنگلوں میں قیام پذیر ہے جہاں سردی و گرمی کی شدت سے بچنے کی سہولت موجود ہے۔ کھانے پینے کیلئے ہر قسم کی دنیاوی نعمتیں اس کو میسر ہیں۔ دنیا میں کوئی خواہش ایسی نہیں جو اسکی پوری نہ ہوتی ہو۔ دہشت اور رعب پوری دنیا پر طاری ہے مگر سانس کے نکل جانے کے بعد اپنی زندگی کی تمام نعمتوں سے محروم ہو گیا۔ اب ایسے ایک سفر کیلئے اسکو روانہ ہونا ہے جس کے لئے زادراہ دنیا کی کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ اس سفر میں صرف اور صرف ایمان اور عمل صالح ہی فائدہ مند ہو گا۔

اگر ایمان اور عمل صالح نہیں ہے تو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالامال انسان اس وقت ایسی پوزیشن میں ہو گا کہ الامان والحفیظ۔

ہاں:- جو انسان زندگی میں دنیاوی اعتبار سے جس پوزیشن میں رہا مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اسکو ایمان اور عمل صالح نصیب رہا تو آنے والے سفر میں کامیاب و کامران ہو گا اور نیا سفر (نامعلوم کتنا لمبا اور کتنا کٹھن اور مشکل ترین) موت سے شروع ہو کر قیامت کی صبح تک جاری رہے گا اس سفر میں کام آنے والے اعمال صالحہ میں سے ایک عمل رمضان المبارک کے دن کا روزہ ہے۔ جو شریعت میں صبح صادق کے طلوع ہونے سے غرب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے اور یہ عمل ہر عاقل مرد اور عرت پر فرض ہے۔

تمام اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کیلئے بجا لائے جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کا بدلہ جنت عطاء فرمائیں گے۔ اور روزہ بھی ایک بہت بڑا عمل ہے جسکو اسلام کا ایک اہم رکن قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی ان شاء اللہ انسان کیلئے مغفرت کا سبب بنے گا۔

جس وقت پوری مخلوقِ خدا نفس و نفسی کے عالم میں ہو گی کوئی پرسان حال نہیں ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ انسان کے لئے اللہ کے حضور سفارش کریگا کہ یارب میں نے اسکو کھانے پینے اور دوسری خواہشات سے منع کیا تھا۔ میری اس کے متعلق سفارش قبول فرمالیجئے۔ چنانچہ اسکی سفارش قبول کی جائے گی (اور اس کو معاف کر دیا جائیگا) اور ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کا یقین کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اسکے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیگا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور ایک کا نام "رَیّانُ" ہے اور اس سے صرف روزہ دار داخل ہونگے۔

ایک سچے مومن کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی بھی کافی ہے جبکہ برکت کیلئے تین ارشادات اوپر ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

اس کے بعد بد قسمت ہے وہ انسان کہ چند دن (جو آسانی سے گنے جاسکتے ہیں۔) کے روزے نہ رکھے۔ بہت سے طاقت ور جسم کے مالک کسی شرعی عذر کے بغیر محض نفس کے دھوکہ میں آ کر اتنی بڑی نعمت سے اپنے آپکو محروم رکھتے ہیں اور یہ بھی نہیں خیال کرتے کہ شاید یہ میری زندگی کا آخری رمضان شریف ہو۔ اب تو دیہات میں بھی زندگی کی کافی سہولتیں حاصل کر چکے ہیں ماضی قریب تک دیہات میں کسی قسم کی سہولتیں میسر نہیں ہوا کرتی تھیں کئی جاٹ جون۔ جولائی کے مہینوں میں خوشی روزہ رکھتے، ہل چلاتے، کھیتی باڑی کرتے اور رات کو ہمارے ساتھ تراویح بھی ادا کرتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ محض اس لئے چھوڑ دینا کہ میں نے کام کرنا ہے محض نفس کا دھوکا ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اب تو سردی کا موسم ہے سارا سارا دن پیاس کا احساس ہی نہیں ہوتا مگر پھر بھی بغیر کسی عذر کے لوگ اپنے آپکو اتنی بڑی نعمت سے محروم کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہیں۔ سردی کا روزہ تو مفت کا ثواب ہے۔ اگر گرمی بھی ہو تو آخرت کی گرمی کے مقابلہ میں اس کی کیا حیثیت ہے۔

جو لوگ لاعلمی یا غفلت کے باعث شرعی عذر کے بغیر روزہ نہیں رکھتے وہ بقائم ہوش و حواس فکر کریں کہ وہ اپنا کتنا بڑا اخروی نقصان کر رہے ہیں۔ امت پر سب سے زیادہ شفیق پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "شرعاً جسے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہ ہو اور عاجز کر دینے والا مرض بھی لاحق نہ ہو ایسے شخص نے اگر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر روزہ رکھنے سے رمضان کے ایک روزہ کے ثواب کی تلافی نہ ہو گی"

روزہ دار کی شان یہ ہے کہ اس کے وجود کے کسی حصہ سے کسی وقت بھولے سے بھی گناہ سرزد نہ ہو۔ روزہ دار کی زبان، آنکھ، کان بلکہ پورا وجود روزہ کا احساس کرے۔ بعض لوگ روزہ کا بہانہ بنا کر کام کرنے سے کتراتے ہیں اور اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنا وقت گزارنے کیلئے ایسی محفلیں اختیار کرتے ہیں جو گناہ کی محفلیں ہیں۔ مثلاً تاش کھیلتے ہیں، فحش گپیں ہانکتے ہیں، موسیقی سنتے ہیں کہ اس سے کب روزہ ٹوٹتا ہے انکو معلوم کر لینا چاہیے کہ یہ افعال دینی تعلیمات کے مطابق گناہ ہیں اور روزہ میں ان شیطانی افعال کا کرنا بہت بڑا گناہ ہے جن سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے ورنہ روزہ کے فوائد سے محروم رہیں گے۔

سحری:۔ روزہ کا وقت شروع ہونے سے پہلے کچھ کھانے پینے کو دین میں سحری کہتے ہیں اور حضور علیہ اسلام نے سحری کھانے کا حکم فرمایا ہے اور مسلمانوں کے روزہ اور اہل کتاب (یہود نصاریٰ) کے روزہ کے درمیان فرق کرنے والی چیز سحری بتایا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔ اس وقت کھانا کھانے کی ترغیب دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اس لئے کوئی روزہ دار اس عمل سے محروم نہ رہے۔

افطار:۔ روزہ کے وقت ختم ہونے پر کچھ کھانے پینے کو افطار کہتے ہیں۔ اس وقت کھجور سے افطار کرنے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ اور کھجور میسر نہ ہوسکے تو پانی سے افطار کرنا پسند کیا گیا ہے اس میں تاخیر مناسب نہیں۔

افطار پارٹیاں:۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے کا روزہ افطار کرانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس کو روزہ کا پورا پورا ثواب ملے گا اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کمی واقع نہیں ہوگی۔

لیکن ہمارے ملک کی افطار پارٹیاں محل نظر ہیں خصوصاً سیاسی افطار پارٹیاں کہ اس میں اکثریت ایسے افراد کی ہوتی ہے جو روزہ دار نہیں ہوتے نیز افطار پارٹی منعقد کرنے والا اس بات کا خیال رکھے کہ یہ دعوت کس نظریہ پر مبنی ہے کیا اس میں ثواب اور اجر آخرت کا خیال بھی شامل ہے یا نہیں یا صرف اخبار میں نمایاں خبر چھپوانے کا جذبۂ خبیثہ شامل ہے۔

تراویح:۔ دن روزہ سے گزرا ہے تو رات کو مزید قیمتی بنانے کیلئے مسلمان کے لئے تراویح کا عمل جاری کیا گیا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جو باجماعت دو رکعت ایک سلام کے ساتھ بیس رکعت پڑھنا افضل ہے۔ البتہ اکیلے بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ عمل اہل اسلام میں ابتداء سے چلا آرہا ہے اس میں کمی یا انکار کی مسلمانوں میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

جس میں پورے مہینہ میں کم از کم ایک دفعہ قرآن مجید پڑھنے یا سننے کا عمل ضرور کر لینا چاہیئے۔ حافظ قرآن تلفظ کے اعتبار سے اچھا پڑھنے والا ہونا ضروری ہے۔ خوب شوق سے پڑھنے یا سننے سے زیادہ فائدہ ہوگا

شب قدر:۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ رات کو عبادت کرتا اور صبح ہوتے ہی جہاد کیلئے نکل کھڑا ہوتا اور ایک ہزار مہینے اس نے اسی تسلسل کے ساتھ عبادت میں گزار دیئے۔

یہ واقعہ سن کر اصحاب رسول علیہم الرضوان پریشان ہوگئے کہ ہم سے اتنی عبادت کیسے ہوسکتی کہ اس امت کی عمریں اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کی طرح بہت تھوڑی ہیں۔ جس پر اس امت کو لیلۃ القدر کی نعمت سے نوازا گیا کہ اس ایک رات میں اگر کوئی عبادت کر لے تو ہزارر مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ یہ لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کی جاسکتی ہے۔

اب ہماری خوش قسمتی ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم کچھ ہمت کرلیں تو اتنی بڑی نعمت سے نوازے جائیں۔ مگر ہائے افسوس کہ امت آرام پرستی میں اتنی آگے نکل چکی ہے کہ دین کے نام پر ایک لمحہ کی مشقت برداشت کرنے کے لئے تیار ہی نہیں۔

اعتکاف:۔ لغت میں اعتکاف کے معنیٰ ٹھہرنے کے ہیں اور شرع میں بیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے ایسی مسجد میں جہاں اذان جماعت کا اہتمام ہو شوال کا چاند نظر آنے تک ٹھہرنے کا نام اعتکاف

ہے۔ جو قرآن و حدیث، عمل صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال اعتکاف فرماتے تھے۔ اعتکاف کے بہت سے فوائد ہیں۔ ایک یہ کہ معتکف کو عموماً شب قدر نصیب ہو جاتی ہے۔

اس بات کا خیال رہے کہ اعتکاف بیٹھنے والا صرف اپنی نیند ہی پوری نہ کرتا رہے بلکہ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہوئے جتنا ہو سکے عبادت، ذکر اذکار، تلاوت قرآن، درود شریف اور نوافل پڑھنے میں صرف کرنا چاہیئے اس میں ضرورت کے مطابق باتیں کرنا منع نہیں ہے اور نہ ہی منہ چھپا کر رکھنا کوئی مسئلہ ہے البتہ فضول گوئی سے ہمیشہ پرہیز کریں۔

رمضان میں چار اہم کام:۔

ایک دفعہ انتیس شعبان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا اور اس رمضان المبارک کے بارے ارشادات فرمائے۔ آخر میں آپ نے فرمایا اس مہینہ میں چار کاموں کی کثرت کرو۔ ان میں دو کام تو ایسے ہیں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے۔ اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

دو کام جن سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو گی یہ ہیں۔

(۱) لا الہ الااللہ کی کثرت۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنا۔ روایات میں آیا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے درخواست کی کہ یا باری تعالیٰ مجھے کوئی اپنا خاص ذکر ارشاد فرمائیں جس پر اللہ تعالیٰ نے "لا الہ الااللہ" کے ذکر کی تلقین فرمائی جس پر موسیٰ علیہ السلام عرض گزار ہوئے کہ یا باری تعالیٰ یہ تو عام ذکر ہے جس کو ہر شخص کرتا ہے۔ مجھے کوئی خاص ذکر بتائیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ساتوں آسمانوں اور زمین بلکہ کل کائنات کے مقابلہ میں یہ کلمہ بھاری ہے۔

ویسے بھی یہ دین اسلام کے تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے اس کے بھاری ہونے میں کیا شک ہے۔ جہاں تک استغفار کا تعلق ہے تو یہ ایک ایسا عمل ہے جو ہمارے شفیق پیغمبر علیہ السلام خود کرتے تھے حالانکہ آپ معصوم تھے۔ جب کہ ہماری دینی حالت ہمارے سامنے ہے جگہ جگہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہم سے ہوتی چلی جا رہی ہے پھر ہمیں اس طرف ضرور توجہ کرنی چاہیے اور اس ماہ میں جب اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہو جاتی ہے ہمیں بھی کثرت سے توبہ استغفار کرنا چاہیے کہ اس ماہ کی برکت سے ہمارے گناہ معاف ہو جائیں۔ کلمہ طیبہ کا ورد اور استغفار ایسی قیمتی چیزیں ہیں کہ شیطان کہتا ہے میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انہوں نے مجھے لا "الہ الااللہ" اور استغفار سے ہلاک کر دیا۔ لہذا کوشش کر کے یہ دونوں کلمے اس ماہ میں خصوصیت سے پڑھیں۔ دو کام جن سے بندہ بے نیاز نہیں وہ ہے۔ دخول جنت کی درخواست اور دوزخ کی آگ سے پناہ اس لئے اپنی دعاؤں میں اللہ سے درخواست کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت

بقیہ ص ۲۶ پر

افادات جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ مرتب: سید محمد کفیل بخاری

عید الفطر۔ صدقتہ الفطر
(فضائل، احکام، مسائل)

تمہید:۔

عید الفطر بھی دیگر عبادات و امتیازات دینیہ کی طرح ایک عظیم اسلامی شعار، ایک دور رس اخلاقی نصاب ایک مسنون تفریح اور قومی مسرت اور خوشی کا مبارک دن ہے، جسے دنیا داروں کے معمولات کے بالعکس اللہ تعالیٰ نے بجائے ایک تہوار کے عبادت کی اہمیت برقرار رکھتے ہوئے اس میں بہ قدر ضرورت تفریح کی آمیزش کر کے اسلام کی فوقیت و عظمت کو دوام بخش دیا ہے۔

ہر مرغوب و محبوب شئے کے حصول اور عزیز مقصد کے انجام پانے پر جب فطرۃً خوشی نصیب ہو تو دستور ہے کہ اس کے اظہار کی کوئی نہ کوئی صورت اور تدبیر ضرور اختیار کی جاتی ہے۔ اسلام نے بھی دین فطرت ہونے کی وجہ سے اس معصوم انسانی جذبہ کی پوری قدر کی اور دین فطرت کی قائل امت مرحومہ کی دلداری و عزت افزائی فرمائی۔ چنانچہ رمضان المبارک کے پاکیزہ اور پاک کن مہینے میں مختلف قسم کی شبانہ روز عبادت و ریاضت خوش اسلوبی سے تکمیل کرنے پر یکم شوال کے دن چند خاص اعمال پر مشتمل ایک مظاہرۂ مسرت و تفریح قانوناً مقرر کر دیا ہے۔

تحفہ عبودیت:۔

"اپنی عزت و وجاہت کے لئے نہیں بلکہ حصول اجر و ثواب کی نیت کے ساتھ سچے دل سے دیئے ہوئے عطیہ کو صدقہ کہتے ہیں۔ اور "فطر" کا معنی ہے ٹوٹنا، کھلنا، جدا ہونا، تو صدقتہ الفطر کا مطلب ہوا۔ ماہ صیام کے جدا ہونے، روزہ کا عمل ٹوٹنے نیز کھانے پینے اور میاں بیوی کے میل جول کی بندش کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص قلب سے پیش کیا ہوا "ہدیہ تشکر"

ہر چھوٹا بڑے کے لئے اور ہر ممنون اپنے محسن و مربی اور مرکز عقیدت تک کوئی تحفہ اور عطیہ کسی ذریعہ اور واسطہ کے ساتھ ہی پہنچانے جاتا ہے اور اس عمل کو اپنا فطری اور اخلاقی فرض اور موجب سعادت اور باعث خیر و برکت عمل یقین کرتا ہے۔ بعینہ اسی طرح فرمانبردار مخلوق جب خالق مطلق اور رب رحیم و کریم کے حضور اپنی بندگی اور توفیق عبادت و ریاضت کی نعمت نصیب ہونے پر اظہار سرور و فرحت کے لئے جبہ سائی کا ارادہ کرے تو فقراء و مساکین کا معروف طبقہ کہ جن لوگوں کی حالت عجز و احتیاج، پروردگار کو بڑی محبوب ہے۔ ان کو اپنا وکیل اور نمائندہ بنا کر بارگاہِ صمدیہ کے مناسب ہدیہ نیاز پیش کرنے پر فطرۃً اور قانوناً

مامور و مجبور ہو جاتی ہے۔ یہ حاصل ہے صدقۃ الفطر کی قانونی رسم اور شرعی ضابطہ کے اداء و تکمیل کا۔
خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں تازندگی اس روحانی فصل بہار سے دل و دماغ اور جسم و جان کے لئے کسب فیض و نور کا موقع ملتا ہے۔ ورزقنا اللہ ابداً........ آمین۔ ! ہم سب کو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنی چاہیے۔

زکواۃ اور صدقات واجبہ کا نصاب:

ہر آزاد،، عاقل، بالغ مسلم جو گھریلو ضروریات کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے نقد روپیہ یا سونے یا اتنے وزن کے چاندی کے زیور یا اتنی قیمت کے سامان یا جائیداد یا تجارتی مال کا مالک ہو یا اس کے پاس موجود تمام اشیاء میں سے بعض یا سب کا مجموعہ مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے، یا پھر وہ بجائے چاندی کے ساڑھے سات تولے سونے یا اتنے وزن کے سونے کے زیورات کا مالک ہو تو اس پر زکواۃ کی طرح عید الفطر کے دن نماز فجر کا وقت آتے ہی صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ مگر اتنی مالیت پر زکواۃ کی طرح سال گذرا ہوا ہونا ضروری نہیں۔

صدقۂ فطر:

ہر میاں بیوی پر صرف اپنی ذات کی طرف سے اور اپنی بے مال غیر بالغ یا بالغ مگر مجنون اولاد نیز اپنے لونڈی غلام اور نوکر اور خادمہ وغیرہ کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے۔ مال دار بالغ اولاد اور باقی گھر والے اپنا صدقہ خود ادا کریں۔ البتہ ان کا وکیل بن کر صدقہ وزکواۃ وغیرہ ادا کر دینا درست ہے اور اگر کسی شخص نے بغیر ایک دوسرے کی اجازت کے ازخود ہی اس کی طرف سے دے دیا تو وہ "صدقہ نفلیہ" بن جائے گا اور اصل آدمی پر صدقۃ الفطر بدستور واجب رہے گا۔ اس کو مستقلاً ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت شریعت کے مطابق چونکہ اکثر احکام میں مرد کی طرح مستقل شخصیت و حیثیت کی مالک ہے۔ چنانچہ نقد اور غیر نقدی مال وغیرہ کے جمع اور خرچ میں اس کی ملکیت و حیثیت بھی مستقل ہے۔ لہٰذا اس پر صرف اپنی ذات کی طرف سے صدقہ دینا واجب ہے، اپنے شوہر اور اولاد کی طرف سے نہیں! اور اگر گھر میں صرف اس کے خاوند نے صدقہ ادا کیا تو اس سے عورت پر واجب شدہ صدقہ اداء نہیں ہو گا بلکہ اسے بہرحال اپنی زکواۃ و عشر اور قربانی کی طرح اپنا یہ صدقۃ الفطر بھی خود ہی براہ راست لازماً ادا، کرنا پڑے گا ورنہ وہ گناہگار ہو گی۔

صدقہ فطر میں پونے دو سیر گندم (احتیاطاً دو سیر) یا گندم کا آٹا یا ساڑھے تین سیر جو (احتیاطاً چار سیر) یا جو کا آٹا اور ستو یا ان کی قیمت حاضر نرخ کے مطابق دینا واجب ہے۔ فقراء کی ضرورت کے لحاظ سے نقد پیسے دینا اولیٰ اور بہتر ہے تاکہ وہ غریب خود بھی کچھ خرید کر عید کی خوشی میں براہ راست حصہ دار بن سکے۔

نماز عید سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا افضل اور مستحب ہے اور عید سے ایک دو روز قبل بھی اداء کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق..... غیر مستحق:

رشتہ داروں میں حقیقی دادا، دادی، ماں، باپ، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی میں سے

کسی کو صدقہ فطر اور زکواۃ دینا جائز نہیں۔ ایسے ہی شوہر بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ دیگر محتاج و مسکین عزیز و اقارب میں سے سوتیلے دادا، دادی، سوتیلے ماں، باپ، حقیقی چچا، چچی، پھوپھا، پھوپھی، ماموں، ممانی، خالو، خالہ، حقیقی بھائی، بہن، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی، اپنے سسر، ساس، سالہ، سالی اور بہنوئی سب کو زکواۃ و عشر کی طرح صدقۃ الفطر دینا جائز ہے۔

سادات قریش کی پانچ شاخوں کو صدقہ فطر سمیت تمام صدقات واجبہ، زکواۃ و عشر دینا جائز نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق ”تمام صدقات، محمد اور آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے حلال نہیں“۔ سادات بنو ہاشم کی پانچ شاخیں یہ ہیں۔ (۱) آلِ علی (۲) آلِ عباس (۳) آلِ جعفر (۴) آلِ عقیل (۵) آلِ حارث (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے سوتیلے چچا حارث بن عبد المطلب کی اولاد)

عید کے دن مسنون اعمال:۔

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا، (۴) حسب استطاعت کپڑے پہننا، (۵) خوشبو لگانا، (۶) صبح کو جلدی اٹھنا، (۷) عید گاہ میں جلدی جانا (۸) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (کھجور یا چھوارے کے طاق دانے کھانا مستحب ہے۔) (۹) نماز عید سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا (بغیر عذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا) (۱۱) ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۲) عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد عید الفطر میں آہستہ آہستہ کہتے ہوئے جانا۔ (۱۳) سواری کے بغیر پیدل عید گاہ جانا۔

نماز عید کے احکام:۔

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب یعنی اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ نماز عید سے قبل کوئی بھی نفل نماز گھر یا مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ حکم عورتوں اور ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھ سکیں۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت۔ یہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔

طریقہ نماز:۔

دو رکعت نماز عید واجب مع چھے تکبیرات زائدہ کی نیت کر کے امام کے ساتھ پہلی تکبیر پر ہاتھ باندھ کر سبحانک اللھم آخر تک پڑھ لیں۔ پھر دوسری اور تیسری تکبیر پر ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر پہلی رکعت پوری کرے گا۔

دوسری رکعت میں امام جب فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ لے تو اس کے ساتھ تینوں تکبیرات میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع کر لیں۔ پھر باقی ارکان سمیت نماز پوری کر لیں۔ بعد از

نماز حسب دستور دعاء بھی مانگ لیں۔

خطبات عید:۔ نماز کے بعد عید کے دو خطبات سنت ہیں۔ انہیں خاموشی اور توجہ سے سننا چاہیے۔

جبری معانقہ و مصافحہ:۔ خطبہ کے بعد امام کو مصلی سے ہٹ کر ایک طرف ہو جانا چاہیے تاکہ لوگ آسانی سے منتشر ہو جائیں۔ اسی طرح نمازیوں کا ایک دوسرے کو یا امام کو سلام اور مصافحہ و معانقہ کرنا اور عید کی مبارک باد دینا بھی ثابت نہیں۔ گردنیں پھلانگنا، جلدی اور تیزی سے لپکنا اور جبری معانقہ و مصافحہ، سلام اور مبارک باد دینے کی کوشش کرنا قطعاً غلط اور خلاف سنت اور بدعت ہے۔ اس غیر مسنون عمل سے بچنے کی سعی کرتے رہنا چاہیے۔

فضائل رمضان

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبرائیل علیہ السلام میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔

ف:۔ اس حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین بد دعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اول تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بد دعا ہی کیا کم تھی اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بد دعا بنا دی وہ ظاہر ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرماویں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں، ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آمین کہو۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین، جس سے اور بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ **(افادہ از فضائل رمضان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ)**

ماہ رمضان کی آمد آمد پر

نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جامع خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا:

''لوگو! تم پر ایک عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس مہینہ کے روزے اللہ نے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے کو نفل عبادت مقرر کیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی غیر فرض عبادت ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو اس کے لئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہو گا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتشِ دوزخ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف اور کمی کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔

(شعب الایمان البیھقی)

حضرت مولانا عبدالحق صاحب چوہان رحمہ اللہ ناقل ابو معاویہ رحمانی چوہان

تکمیل نبوت

خداوند قدوس نے انسان کو ایک ایسی امتیازی فطرت سے نوازا ہے کہ جس کے باعث وہ "اشرف المخلوق" کے درجۂ رفیعہ پر فائز ہے۔ انسان کے فطری خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی فطرت کے خمیر میں خیر و شر کی استعدادی قوت ودیعت رکھی گئی ہے۔ استعدادِ شر کے باعث یہ قبائح و فواحش کا ارتکاب کراتا ہے اور استعدادِ خیر کے باعث خیر و حسنات کے امور سرانجام دیتا ہے۔ انسان کی اس فطری جامعیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔

ان اللّٰہ خلق آدم وجعل فیہ نفساً وروحاً فمن الروح عفافہ وحلمہ وسخاؤہ ووفاؤہ ومن النفس شھوتہ وطیشہ وسفھہ وغضبہ (الرّوض الانف ج ۱ ص ۱۹۸)

ترجمہ:- خداوند قدوس نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کی فطرت میں نفس اور روح کو ودیعت رکھا ہے۔ انسان کی پاک دامنی، بردباری، سخاوت اور ایفائے عہد روح کے باعث ہے اور انسان میں برائیوں کی خواہش، غصہ، بے وقوفی کے کام اور غضب نفس کے باعث ہے۔

یہ قوت استعداد افعال کے اعتبار سے غیر متناہی یعنی انسان اگر جذبہ تسکین خواہشات کے تحت اس قوت کو فواحش و قبائح کے ارتکاب میں صرف کرتا رہے تو اس کے شر و عصیان اور تجاوز عن الحدود کے لئے کوئی ایسا نقطہ معرض وجود میں نہیں آئے گا کہ جس کے بعد انسانی استعداد معدوم ہو جائے۔ اور اس کے شر و استکبار کی وہ انتہائی منزل ہو۔ اور اسی طرح اگر انسان اس قوت استعداد کو امور خیر و حسنات میں صرف کرے تو ترقی مدارج و معارج کی شاہراہ پر ایسی کوئی منزل معرض وجود میں نہیں آئے گی کہ جس پر انسان کی روحانی ترقی و صعودی حرکت منقطع و مختتم ہو کر سکون و جمود میں تبدیل ہو جائے بلکہ ہر آن و ساعت میں تقرب الی اللہ کے مدارج کی منزل طے کرتا رہے گا۔ انسان کی اس جامعیت اور فطری خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ملک را عقل داد بے شہوت و غضب، و حیوان را شہوت و غضب داد بے عقل، و انسان را ہر دو داد پس اگر انسان شہوت و غضب را مطیع و منقاد عقل گرداند و بکمال عقلی برسد۔ رتبہ او از ملک اعلیٰ باشد۔ چہ ملک را مزاحمی درکمال نیست بلکہ اختیارے دراں نہ۔ و انسان باوجود مزاحم بسعی واجتہاد بایں مرتبہ فائز شدہ۔ و اگر عقل را مغلوب شہوت و غضب سازد خود را از رتبہ بہائم فروتر اندازد چہ ایشاں بواسطۂ فقدان عقل کہ وازع شہوت و غضب تواند بود۔ در نقصان معذور اند بخلاف انسان۔ (اخلاق جلالی ص ۴۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو قوت عاقلہ سے تو نوازا ہے لیکن ان میں قوت شہوانیہ اور غضبیہ مفقود ہے اور انسان کے علاوہ باقی حیوانات کے اندر قوت شہوانیہ و غضبیہ موجود ہے۔ لیکن قوت عاقلہ سے یہ عاری ہیں

اور انسان کے اندر یہ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ پس انسان اگر قوت شہوانیہ اور غضبیہ کو عقل کے تابع اور اس کا فرماں بردار بنادے تو انسان عقلی کمال کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اور اس کا درجہ فرشتوں سے بھی بلند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فرشتوں کے اندر کوئی ایسی قوت موجود نہیں جو کہ کمال عقلی کے حصول سے مانع اور مزاحم ہو بلکہ وہ تو نیکی کے خلاف عمل کرنے کی قوت اختیار سے بھی محروم ہیں اور انسان کی فطرت میں کمال عقلی کے حاصل کرنے میں نہ مزاحم موجود ہے۔ اس لئے انسان یہ مرتبہ اجتہاد و سعی مسلسل کے بعد ہی حاصل کرتا ہے۔ اور انسان اگر قوت عاقلہ کو قوت شہوانیہ اور غضبیہ کے تابع کر دے تو حیوانات کے درجہ سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ اس لئے کہ حیوانات قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ کا مقابلہ کرنے والی قوت عاقلہ سے عاری ہونے کے بعث معذور ہیں اور انسان کے اندر قوت عاقلہ موجود ہے۔ خداوند قدوس نے جس طرح مادی اشیاء کی فطرت میں بعض ایسی خصوصیات ودیعت رکھی ہیں کہ جن کے باعث وہ اشیاء بدن انسانی کے لئے مفید یا مضر ثابت ہوتی ہیں۔ اسی طرح اعمال انسانی بھی معنوی خصائص پر محیط و مشتمل ہیں۔ انہیں خصائص کے اعتبار سے بعض اعمال مضر۔ لیکن ان کے منافع اور مضرات سے اثرات کا ظہور حیات اخروی میں ہوگا۔ جس طرح جسمانی اطباء جسم انسانی کے لئے مفید یا مضر اشیاء کی نشاندہی کرتے ہیں۔

''چنانکہ ابدان را بعض اشیاء نافع و بعض ضار دریں حیات دنیا ہمچنیں انسان را بعض افعال مضر درجیات اخرویہ۔ چہ افعال استعداد اقتضائے ایصال بجنتہ و نارمی دارند۔ وایں ضرور و نفع افعال درجات اخرویہ کہ حیات اصلیہ است ظاہر خواہد شد۔ وایں حیات را بعض افعال نافع است و بعض مضر۔ وریں حکم مر افعال درحد ذات وے ثابت است۔ و چانکہ طبیبا طبیعتہ اشیاء نافعہ وضارۂ ابدان رادر حیات دنیاویہ بیان می کنند تا بدن از عروض مرض درحیاۃ دنیا مصئون باشد ہمچنیں انبیاء ورسل مضرات و نافعات حیات اخروی بیان می فرمانید تا بعمل باں انسان مصئون باشد از رنج والم (بحرالعلوم شرح مثنوی ص ۱۲۵ دفتر سوم)

ترجمہ:۔ جیسا کہ انسان کے بدن کے لئے اس دنیا کی زندگی میں بعض چیزیں نفع رساں اور بعض چیزیں نقصان دہ ہیں اسی طرح حیاۃ اخرویہ کے لئے بھی بعض انسانی اعمال نقصان دہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ افعال بہ اعتبار اپنی ذاتی خصوصیت کے جنت اور جہنم تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں اور ان کا نفع اور نقصان حیات اخرویہ میں ظاہر ہوگا جو کہ اصلی حیات ہے۔ اس لئے بعض افعال حیات اخرویہ کے لئے نفع رساں ہیں اور بعض افعال نقصان دہ۔ اور یہ خاصیت ان کی ذات میں موجود ہے۔ اور جس طرح انسانی جسم کے حکیم اور طبیب انسان کے جسم کے لئے مفید اور مضر اشیاء کی نشاندہی کرتے ہیں تا کہ انسان بیمار ہونے سے محفوظ رہ جائے اسی طرح انبیاء علیہم السلام حیاۃ اخرویہ کے لئے مفید اعمال اور مضر اعمال بیان کرتے ہیں تا کہ انسان اخروی زندگی میں رنج و لم سے نجات حاصل کر سکے۔

ان الانسان خلق من بدن وقلب واعنی بالقلب حقیقتہ روحہ التی ھی محل معرفۃ اللہ دون اللحم والدم الذی یشارک فیہ المیت والبھیمۃ وان البدن لہ

صحة بها سعادته و مرض فیه هلاکه وان القلب کذالک له صحة وسلامة ولا ینجو "الا من اتی الله قلب سلیم" وله مرض فیه هلاکه الا بدی الأخروی کما قال تعالیٰ "فی قلوبهم مرض" وان الجهل بالله سم هلک وان معصیته الله بمتابعة الهوی داؤه الممرضی وان معرفة الله تعالی تریاقه المحی وطاعته بمخالفة الهوی دواؤه الشافی وانه لا سبیل الی معالجته بأزالت مرضه وکسب صحته الا بالدویة کما لا سبیل الی معالجته البدن الا بذالک وکما ان ادویة البدن توثر فی کسب الصحة بخاصیة فیها تقلید الاطباء الذین اخذوها من الانبیاء الذین اطلعوا بخاصیة النبوة علی خواص الاشیاء فکذالک بان لی علی الضرورة ان ادویة العبادات بحدودها ومقادیرها المحدودة المقدرة من جهة الانبیاء لا یدرک وجه تأثرها ببضاعة عل العقلاء بل یجب فیها تقلید الانبیاء الذین ادرکوا تلک الخواص بنور النبوة لا ببضاعة العقل وکما ان الادویة ترکبت من اخلاط مختلفة وبعضها ضعیف البعض فی الوزن فلا یخلواخلاف مقادیرها عن سرهو من قبیل الخواص فکذالک العبادات التی هی ادویة داء القلوب مرکبة من افعال مختلفة النوع المقدار حتی ان السجودضعف الرکوع وصلوة الصبح نصف صلواة العصر فی المقدار ولا یخلو عن سرمن الاسرار هو من قبیل الخواص التی لا یطلع علیها الا بنود النبوت ولقد تحامق وتجاهل جداً من اراد ان یستنبط بطریق العقل لها حکمة اوظن انها ذکرت علی سبیل الاتفاق (المنقذل من الضلال ص۵۸، ۵۹)

ترجمہ:- تحقیق بلاشک وشبہ انسانی تخلیق میں دو اجزا ہیں ایک بدن اور دوسرا قلب۔ قلب سے مراد روح کی وہ حقیقت ہے جو کہ معرفت الٰہی کا سرچشمہ ہے اور یہ ظاہری گوشت اور خون کا ٹکڑا مراد نہیں جس میں مردہ اور زندہ دونوں شریک ہیں اور تحقیق بدن انسانی کے لئے صحت کی کیفیت ہے جس پر انسانی جسم کی سعادات کا مدار ہے اور ایک مرض کی کیفیت ہے جس میں انسان کے جسم کے لئے ہلاکت ہے۔ اسی طرح انسانی روح کے لئے بھی صحت وسلامتی ہے اور وہ شخص (روحانی مرض سے) نجات یافتہ ہے جس کی یہ کیفیت ہو مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر آئے۔ اور اسی طرح روحانی بھی ہے اور اس مرض میں اس کے لئے عالم آخرت میں ابدی ہلاکت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جاہل رہنا سم قاتل ہے اور خواہشات نفسانی کی متابعت کے باعث خداوند قدوس کے احکام کی نافرمانی دل کی بیماری کو بڑھانے والی مرض ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت دل کی بیماری کے لئے زندگی بخش تریاق

ہے اور خدائے قدوس کی اطاعت انسانی قلب کے لئے نسخہ شفاء ہے جس طرح بدن انسانی کے مرض کا ازالہ اور حصول صحت ادویہ کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح روح انسانی کے مرض کا ازالہ اور حصول صحت بھی بغیر ادویہ کے ناممکن ہے جس طرح انسانی جسم کی صحت کے حصول میں ادویہ اپنے خصوصی اثرات اور خواص کے باعث مؤثر ہیں اور یہ ان خصوصی اثرات اور خواص کا ادراک انسانی عقل و فہم سے باہر ہے بلکہ اس معاملہ میں اطباء کی تقلید کی جاتی ہے اور درحقیقت ان خواص کا علم بھی اطباء کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

اسی طرح میرے لئے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ عبادات بھی روح انسانی کے لئے صحت بخش ادویہ ہیں ان کے خصوصی مقادیر کا تعین انبیاء علیہم السلام کی طرف سے ہوا ہے۔ اور خاص مقادیر اور اوزان کے اندر جو خصوصی تاثرات ودیعت ہیں داناؤں کی عقلیں ان کے ادراک سے عاجز و درماندہ ہیں بلکہ ان کے ادراک میں انبیاء علیہم السلام کی تقلید ضروری ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا ادراک بھی فیضان نبوت کا نتیجہ ہے نا کہ عقل و تجربہ کا اور تحقیق جس طرح ایک نسخہ مختلف الاثرات ادویہ سے مرکب ہوتا ہے اور ادویہ کے وزن بعض دوسری ادویہ کے وزن سے دو چند ہوتے ہیں اور اوزان کا یہ اختلاف بھی ادویہ کی تاثیرات میں ایک سر مکتوم ہیں اسی طرح عبادات بھی جو کہ دل کی بیماریوں کے لئے ادویہ ہیں وہ بھی مختلف افعال اور مختلف مقادیر سے مرکب ہیں حتی کہ نماز کی ایک رکعت میں ایک رکوع ہے لیکن سجدہ اس کا دوہرا ہے۔ اور صبح کی نماز باعتبار تعداد رکعات کے عصر کی نماز کا نصف ہے عبادات کا یہ اختلاف بھی ایک ایسا راز ہے کہ جس کا ادراک نور نبوت کے بغیر ناممکن ہے۔ اور وہ شخص سخت جاہل اور احمق ہے جو ان اختلافات کی حکمت کو عقل کے ذریعہ معلوم کرنا چاہے یا یہ گمان کرے کہ یہ اختلافات بغیر کسی راز کے محض اتفاقی ہیں۔

انسانی فطرت کی اس تمہیدی توضیح اور اس کے اعمال کے روحانی اور فطری خصائص بیان کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ قوت خیر کی تدبیر و اصلاح اور قوت شر کے مضرات اور نقصانات سے تحفظ کے لئے اور اس کی تربیت تزکیہ اور نظام زندگی کو جادۂ اعتدال پر استوار کرنے کے لئے خداوند قدوس کی طرف سے نوع انسانی میں سے برگزیدہ انسانوں کا ایک ایسا خاص طبقہ متعین ہے جو کہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام حاصل کرے اور اسی کے مطابق انسانوں کی تربیت کر کے نظام زندگی کو استوار کرے۔ اور اس برگزیدہ گروہ کی حیاۃ طیبہ اور اسوۂ حسنہ، تعمیر سیرت میں مشعل راہ ثابت ہو اور جب تک انسانی زندگی کے تمام شعبہ ہائے حیات کو ان کے بتائے ہوئے کردہ طریق زندگی پر استوار نہ کیا جائے اس وقت تک انسان کے لئے سعادات اولیٰ اور اخریٰ کا تحصل ناممکن و محال ہو۔ انسانوں میں خداوند قدوس کی طرف سے یہ وہبی منصب جس برگزیدہ طبقہ کے لئے مختص کیا گیا ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی ذوات مقدسہ ہیں۔

وقد اتفق المالكية وغيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة (اليواقيت ج١ ص١٦٥)

علماء امت کا اتفاق ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت ایک اکتسابی مرتبہ ہے وہ زندیق اور دائرہ اسلام

سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ عقیدہ ختم نبوت کے متضاد اور اس سے متصادم ہے۔

نبوت کا یہ منصب رفیع خداوند قدوس کی طرف سے ایک وھبی منصب ہے جس کے حصول کا مدار کسب و اکتساب پر نہیں۔ اس منصب کی ابتداء سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات سے ہوئی ہے۔ اور قصر نبوت کی تکمیل اس مقدس گروہ کے آخری فرد اور خاتم سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہوئی ہے اس لئے آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ

ان الرسالة والنبوة انقطعت فلارسول بعدی ولا نبی بعدی

رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اب میرے بعد نہ کوئی (نیا) رسول آئے گا۔ اور نہ ہی کوئی نبی۔

فطرۃ انسانی کی جامعیۃ کے آئینہ میں بعثۃ انبیاء علیہم السلام کی ضرورۃ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقۃ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نبوت کا تعلق خداوند قدوس کی صفت ربوبیت سے ہے اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی ہے اس آیت میں خداوند قدوس کی صفت ربوبیت کا ذکر ہے۔ اور اسی طرح تبلیغ رسالت کے متعلق قرآن مجید کی آیت:

"یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک " ، "یاایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم"

میں صفت ربوبیت خداوند قدوس کی ایک صفت ہے کہ اس کے مظہر تربیت کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی اس لئے سلسلۂ نبوت کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی۔

وھی تبلیغ الشی الی کماله شیئاً فشیئاً (بیضاوی)

یعنی تربیت کا معنی ہے کسی شی کو تدریجاً اپنے کمال تک پہنچانا۔

ممکن ہے کسی شخص کو یہ وہم ہو کہ قرآن مجید کی آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ رحمت سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا تعلق صفت رحمت سے ہے گہری نظر سے اگر ان مباحث کا مطالعہ کیا جائے تو اس وہم اور خدشہ کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ خداوند قدوس کی صفت رحمت کا تحقق صفۃ ربوبیت میں بھی ہے اس لئے نبوت کو جن آیات میں رحمت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تو یہ اس کے منافی نہیں کیونکہ بہ توسط صفت ربوبیت نبوت کو صفت رحمت کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ ہمارے اس بیان سے مرزائیوں کا یہ مشہور مغالطہ بھی دور ہو گیا ہے کہ نبوت خدا تعالیٰ کی رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے انقطاع نہیں اس لئے نبوت کا بھی اختتام نہیں۔ اس لئے کہ پیغامِ نبوت خداوند قدوس کی رضاء جوئی کا ایک نظام تربیت ہے اس لئے اس نظام کے لئے کمال ہونا ضروری ہے۔ مزید برآں یہ کہ ختم نبوت چونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں قیاس فاسد اور تاویل باطل کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور اگر نبوت کا اختتام نہ ہو تو پھر یہ خرابی لازم آتی ہے کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کے نظام شریعت کی تکمیل نہیں ہوئی۔

حمد

سید حباب ترمذی

ذرے ذرے میں ہے جلوا تیرا
تو ہے معبود میں بندا تیرا
کچھ تقابل نہیں میرا تیرا
تیری عظمت کا پتہ دیتا ہے
یہ فلک بوس ہمالا تیرا
عرش پر دھوم مچے گی جس کی
میں پڑھوں گا وہ قصیدا تیرا
متفق جس پہ ہو دنیا ساری
نام سوچوں گا اک ایسا تیرا
یہ مساجد یہ نمازی تیرے
یہ پجاری یہ شوالا تیرا
غنچے غنچے میں ہے خوشبو تیری
ذرے ذرے میں ہے جلوا تیرا
ہو گئی شب کی سیاہی کافور
ہائے یہ نور کا تڑکا تیرا
خشک لب ہو گئے ہوں تر جیسے
دیکھ کر لالۂ صحرا تیرا
داد دی بڑھ کے جنوں نے مجھ کو
نام جب ذہن پہ لکھا تیرا
اس کو اتنا ہی سکوں ملتا ہے
جس کو جتنا ہے بھروسا تیرا
کوئی رت ہو کوئی موسم ہو حباب
شکر کرتا ہے ہمیشہ تیرا

نعت

سید کاشف گیلانی

حقیقت میں نہیں دولت کوئی ایمان سے بڑھ کر
نہیں احساں کسی کا آپ کے احسان سے بڑھ کر
وہ دیتے ہیں گدا کو وسعتِ داماں سے بڑھ کر
زمانے بھر کے داناؤں سے کہہ دو تم ہو دیوانے
کوئی دستور لا سکتے ہو تم قرآن سے بڑھ کر
بظاہر دولتِ دنیا فضیلت کا وسلیہ ہے
حقیقت میں نہیں دولت کوئی ایمان سے بڑھ کر
خدا شاہد ہے فرمانِ نبوت سب سے بالا ہے
نہیں فرمان کوئی آپ کے فرمان سے بڑھ کر
مروت جو کرے غیروں سے اپنوں سے کرے نفرت
کوئی ناداں نہیں دنیا میں اس نادان سے بڑھ کر
سبھی اظہار کرتے ہیں بس اپنے اپنے جذبوں کا
وگرنہ نعت کیا لکھے کوئی حسان سے بڑھ کر
ہزاروں کو ملی ہے فقر کے دربار میں مسند
مگر کوئی کہاں ہے بوذر و سلمان سے بڑھ کر
پکارا دشمنوں نے جس کو صادق اور امیں کہہ کر
کسی کی شان ہو سکتی ہے اس کی شان سے بڑھ کر
جو مخلوقِ خدا سے مہرباں ہو کر نہیں ملتا
وہ بے شک آدمی ہو تب بھی ہے حیوان سے بڑھ کر
وہ میری جان نے کر بھی اگر خوش ہوں تو حاضر ہوں
میں کاشف چاہتا ہوں ان کو اپنی جان سے بڑھ کر

○

صیام کے دن ہیں

دلوں کا دیس بساؤ صیام کے دن ہیں
خدا سے ربط بڑھاؤ صیام کے دن ہیں
دعائیں مانگ کے لے لو وصال کی گھڑیاں
حروفِ وصل سناؤ صیام کے دن ہیں
ماہِ صیام کا تم سے یہی تقاضا ہے
کہ لَو خُدا سے لگاؤ صیام کے دن ہیں
نبی کے سینے پہ اتری ہے جو کتابِ ھدیٰ
وہی غنا سے سناؤ صیام کے دن ہیں
بتوں کے سامنے سر کو جھکا نہیں سکتے
خدا کے سامنے جھک جا صیام کے دن ہیں
جُھکیں گے لالہ و گل بھی، سبھی مغنّی بھی
یہ نغمہ تم بھی سناؤ، صیام کے دن ہیں
بلا رہی ہے تمہیں یہ فضاءِ لا ہوتی
تم اس فضا میں تو آؤ صیام کے دن ہیں
سنو خدا کے لئے یہ غناءِ ملکوتی
تم اس پہ کان لگاؤ صیام کے دن ہیں
حروف و لفظ و کتابِ ہدیٰ کے ہوتے ہوئے
فسانے اب نہ سناؤ صیام کے دن ہیں
خدا کے قرب کے لمحوں کے اس مہینے میں
قریبِ غیر نہ جاؤ صیام کے دن ہیں
کہاں شعور تمہارا وہ آگہی ہے کہاں
یہ خود کو راہ سُجھاؤ صیام کے دن ہیں

○ سید عطاء المحسن بخاری (یکم رمضان ۱۴۱۹ھ)

امیر المومنین

خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

وہ آدھی دنیا کا حکمراں تھا، وہ حکمراں بھی مگر کہاں تھا
بپھرتی موجوں پہ حق پرستوں کی سادہ کشتی کا بادباں تھا
بڑا مبارک ہے کام اس کا، ستاروں جیسا مقام اس کا
وہ ایک شاہیں صفت مجاہد جو سوئے منزل رواں دواں تھا
بڑے بڑوں کو گرانے والا، گرے ہوؤں کو اٹھانے والا
وہ رہبروں کا تھا نیک رہبر، وہ پاسبانوں کا پاسباں تھا
ابھرتے سورج سے تاج مانگا، سمندروں سے خراج مانگا
کسے خبر ہے کہ اس کا سکہ جہاں میں جاری کہاں کہاں تھا
وہ نیک سیرت حیا کی خاطر، لڑا ہمیشہ خدا کی خاطر
وہ دیکھنے میں تھا ایک لیکن حقیقتوں میں وہ کارواں تھا
قلندرانہ حیات اس کی، سکندرانہ صفات اس کی
کبھی ردا تھا وہ مفلسوں کی، کبھی وہ ریشم کا سائباں تھا
وہ ایک عنواں بشارتوں کا، بصیرتوں کا، بصارتوں کا
اسی سے رستے تلاش کرنا وہ دینِ فطرت کی کہکشاں تھا
مؤرخانہ بیان توبہ!! منافقانہ زبان توبہ!!
وہ اس گھڑی بھی چمک رہا تھا، جہاں جب یہ دھواں دھواں تھا
حسنؓ سے پوچھو علیؓ سے پوچھو تم اس کی بابت نبی سے پوچھو
اندھیری شب میں چراغ بن کر وہ ساری دنیا میں ضوفشاں تھا
شہنشہوں پر تھا رعب طاری کہ انجم اس کی تھی ضرب کاری
ہر ایک ظالم سمٹ رہا تھا جدھر جدھر تھا جہاں جہاں تھا

○ انجم نیازی بہ شکریہ فیض الاسلام، راولپنڈی، دسمبر ۱۹۹۸ء)

مرزا طاہر کی خوش فہمی

محمد عمر فاروق

پنجاب اسمبلی نے جب گزشتہ مہینے "ربوہ" کے نام کی تبدیلی کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی تو نہ صرف پاکستان بلکہ تمام عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اکناف عالم سے تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرم عمل جماعتوں بالخصوص "مجلس احرار اسلام" کے قائدین کے نام آنے والے مبارکباد کے سینکڑوں پیغامات اس والہانہ دینی جوش اور بے پایاں مسرت کی شہادت عظیمہ ہیں۔ اس تاریخ ساز فیصلے سے جہاں مسلمانوں کے سینے خوشی سے پھول گئے وہیں قادیانیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی ہے اور ان کے چہروں پر مایوسی و نامرادی اور شکست خوردگی کے لہراتے سائے دیکھے جاسکتے ہیں۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا شرف قومی اسمبلی کو حاصل ہوا تھا۔ پھر ۱۹۸۴ء میں صدر محمد ضیاء الحق مرحوم نے اسلامی شعائر کے تحفظ کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے قادیانیوں کا رہا سہا دم خم نکال کر رکھ دیا اور اب پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرار داد نے قادیانیت کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دی ہے۔

ربوہ کے نام کی تبدیلی اس لئے بھی ضروری تھی کہ قادیانی ربوہ کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں اور ناواقف نو مسلموں کو مسلسل دھوکہ دیتے چلے آرہے تھے۔ منٹگمری، لائل پور اور کیمبل پور کے نام غیر مسلموں سے منسوب ہونے پر بدلے جاسکتے ہیں تو ربوہ کا لفظ جس کا ایک قرآنی پس منظر ہے اور جسے قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے لگاتار استعمال کر کے درحقیقت قرآن مجید کی توہین کی ہے۔ اس کا تبدیل کیا جانا ایک دینی فریضہ ہے۔ اگر قادیانی پھر بھی باز نہ آئیں تو انہیں قانون امتناع قادیانیت کے ذریعے روکا جاسکتا ہے۔

ربوہ کے نام کی تبدیلی پر قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے خود فریبی کے زعم میں اپنے قادیانی پیروکاروں کو طفلانہ دلاسہ دینے کے لئے یہ بشارت دی کہ "ربوہ شہر کا نام تبدیل کرنے سے ہمیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ یہ غیر آئینی اور غیر قانونی اقدام ماضی کی طرح احمدیت کے لئے خوش کن نتائج کا حامل ثابت ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ کا نام تبدیل کرانے والے علماء دین کو فاتح قرار دیا جارہا ہے۔ حالانکہ وہ فاتح نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں متعارف کرانے کا اہم سبب بن رہے ہیں۔"

یہ مرزا طاہر احمد کی خوش فہمی ہے۔ ان کے پیشرو بھی ایسی ہی بشارتیں اور نویدیں سناتے رہے ہیں جو کہ ہمیشہ ان کے دعووں کے الٹ پڑتی رہی ہیں۔ مرزا طاہر کے دادا آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا تھا کہ "میرے مخالفین مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کو میری زندگی میں ہی موت نصیب ہوگی۔" لیکن ان دونوں حضرات نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے ہوئے

دیکھا۔

۱۹۳۱ء میں کشمیری مسلمانوں کے لئے "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا اور مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود یہ کہہ کر کہ "میرے والد نے مجھے اسیروں کا رستگار ہونے کی بشارت دی تھی" کشمیر کمیٹی پر قبضہ کر لیا اور اس کے سربراہ بن بیٹھے۔ علامہ اقبال ایسی شخصیت بھی کشمیریوں کی حمایت اور امداد کے لئے کمیٹی میں شامل تھی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ قادیانی کشمیریوں کی امداد کی بجائے قادیانیت کی تبلیغ کے لئے کام کر رہے ہیں تو انہوں نے ۱۹۳۳ء میں کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا۔ بلکہ بعد ازاں علامہ اقبال نے قادیانیوں کو "انجمن حمایت اسلام" سے بھی نکلوا دیا اور پھر پنڈت جواہر لعل نہرو کے جواب میں علامہ اقبال نے لکھا کہ "قادیانی اسلام اور مسلمانوں دونوں کے غدار ہیں۔" اس طرح قادیانیوں کا کشمیر کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا خواب تحلیل ہو گیا۔

مرزا بشیر الدین نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ "دنیا میں سوائے قادیانیوں کے اور کسی کی حکومت نہیں رہے گی" اور اب دیکھیے تو دنیا میں واقعی قادیانیوں کے سوا سبھی کی حکومتیں قائم ہیں اور قادیانی پوری دنیا میں رسوا ہیں اور غیر مسلم کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔

قیام پاکستان کے دوران کانگریس اور قادیانی جماعت کے درمیان گٹھ جوڑ ہوا اور قادیانیوں نے ہندوؤں کے ساتھ بیک آواز اکھنڈ بھارت کا نعرہ بلند کیا۔ جسٹس منیر انکوائری کمیشن کی رپورٹ کے مطابق "قادیانی برطانیہ کے جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے"۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۴۸ء میں قادیانی سربراہ بشیر الدین نے قوم پرستوں کے ساتھ مل کر پاکستان کی تقسیم کا ناٹک کھیلنا چاہا اور بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کے لئے فضاء ہموار کرنا شروع کی لیکن بھلا ہو دینی قوتوں کا جنہوں نے ان کے تمام عزائم خاک میں ملا دیئے۔

۱۹۵۲ء میں موسیو بشیر الدین کے ارتداد کی باسی کڑاہی میں پھر ابال آیا اور اس نے کہا کہ "۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ دشمنوں پر احمدیت کا رعب غالب آ جائے اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گریں۔" مسلمان رہنماؤں نے ان کی سازش کو بھانپ لیا اور انہوں نے مجلس احرار اسلام کی قیادت میں ملک کے طول و عرض کے دورے کر کے عوام کو قادیانیوں کے خلاف بیدار کیا اور پھر ۱۹۵۳ء میں ان کے خلاف ایک بھرپور تحریک تحفظ ختم نبوت چلائی۔ جس میں دس ہزار مسلمان اگرچہ اپنی ہی مسلمان حکومت کے ہاتھوں شہادت کا جام پی گئے مگر دین اور وطن کو غداروں کی ناپاک سازشوں سے محفوظ کر گئے۔

۱۹۷۴ء میں مرزا طاہر کے بڑے بھائی آنجہانی مرزا ناصر احمد نے اپنے قادیانی چیلوں کو یہ برطانوی الہام بھی سنایا تھا کہ "امید و آس کا پھل پک چکا ہے اور پاکستان کا اقتدار اب ان کی جھولی میں آ کر گرنے والا ہے۔" اللہ کی قدرت دیکھیے کہ اسی سال قادیانی پاکستان کے آئین کی رو سے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے

اور پھر ٹھیک دس برس بعد ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے شائر اسلامی کے استعمال سے روک دیئے گئے۔ جس پر ۱۹۸۵ء میں مرزا طاہر احمد نے لندن میں قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ میں کہا کہ "اللہ تعالیٰ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور چند دنوں میں احمدی خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا۔"

لیکن اللہ کے فضل و کرم سے یہ ملک پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گیا ہے۔ وطن عزیز کو تو اس وقت بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا جب ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد قادیانی العقیدہ سائنسدان آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام نے یہ کہہ کر پاکستان چھوڑ دیا تھا کہ "میں اس ملعون ملک میں نہیں رہنا چاہتا جہاں ہمیں غیر مسلم قرار دیا جائے" اور اللہ پاک نے ہمیں ڈاکٹر عبدالقدیر ایسا عظیم مسلمان سپوت اور محب وطن سائنسدان عطا فرما دیا۔ جس کی بدولت آج پاکستان ناقابل تسخیر ایٹمی قوت بن گیا ہے اور اب کوئی ملک دشمن عنصر ہماری طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی استعداد نہیں پاتا۔

مرزا طاہر احمد کا مذکورہ بیان اپنے اور اپنے نافہم معتقدین کے دل کو سہارا دینے کے لئے وقتی خوش فہمی کا باعث تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقت آشنا جانتے ہیں کہ ان کی ہر مذموم سازش اور ہر خوش کن پیشگوئی ہمیشہ ناکام و نامراد ہوتی آئی ہے۔ ان کا الہام اور پیشگوئیاں جب بھی سامنے آتی ہیں کسی نہ کسی سازش کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل وطن ہوشیار رہ کر ہمیشہ کی طرح قادیانیوں کے زیر زمین منصوبوں کو طشت از بام کر کے صداقتوں کا بول بالا کریں۔

بقیہ از ص ۱۱

سے ہمیں جنت میں قیامت کے دن جگہ عطاء فرمائیں اور دوزخ سے نجات عطاء فرمائیں۔ ویسے تو رمضان شریف کا سارا مہینہ ہی بابرکت ہے اور دعاؤں کی قبولیت کی امید ہے مگر افطار کے وقت کی کی ہوئی دعاء رد نہیں ہوتی اور ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس لئے افطار سے چند منٹ پہلے اگر توجہ کے ساتھ دعاء مانگ لی جائے تو بہتر ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہی معمول تھا کہ افطار کے وقت اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کر کے دعاء کیا کرتے تھے۔

اس میں اپنی جائز حاجات کو اللہ کے سامنے رکھیں اس کے ساتھ اپنی مغفرت، بلکہ تمام دوست و احباب کی مغفرت، فوت شدگان کی بخشش کی دعائیں کریں۔ ان شاء اللہ یہ دعائیں بھی دنیا و آخرت کی کامیابی کا سبب بن جائیں گی۔

دعاء ہے اللہ تعالیٰ میرے، آپ کے اور تمام مسلمانوں کے (چاہے زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں) چھوٹے بڑے ہر قسم کے گناہ معاف فرمائیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم (صلی اللہ علیہ وسلم)

سید عطاءالحسن بخاری

انگریز کا "خود کاشتہ پودا"

قادیانیوں کا لاہور سے شائع ہونے والا ہفت روزہ "لاہور" مرزا غلام احمد کی "انگریزی نبوت" کی طرح دجل و تلبیس اور ہفوات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ۳۱/اکتوبر ۱۹۹۸ء کے شمارے میں صفحہ ۵ پر ایک قادیانی نے گلہ کیا ہے کہ مسلمان انہیں انگریز کا خود کاشتہ پودا کہتے ہیں جو محض عناد اور دشمنی کی بنیاد پر ہے۔ ذیل کے مضمون میں مرزا غلام احمد کی اپنی تحریر سے خود کاشتہ پودے کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

ہمارے پیارے پاکستان میں رائج الوقت سکہ سیکولرازم ہے۔ جو لوگ اس سکے کی کھنک اور جھنکار سے کچھ اوپر نیچے دیکھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں وہ لبرل ازم کے صیہونی روگ کے روگی ہیں اور بڑے سے بڑے دینی، مذہبی اور مسلکی حادثہ پر چیں بہ جبیں ہونے کی بجائے ان کی آنکھوں کی چمک دگنی ہو جاتی ہے اور انہیں "برداشت" کے علاوہ کوئی چارہ دکھائی نہیں دیتا اور وہ بنیاد پرستی، شدت پسندی، دھشت گردی جیسی اصطلاحات استعمال کر کے اپنے لبرل ہونے کی داستان سرائی میں محو ہو جاتے ہیں۔

توہین رسالت کا مسئلہ ہو، توہین اہل بیت یا توہین صحابہ کا قضیہ ہو، ان لبرل لوگوں کا رویہ ایک سا ہے اور ایسے لوگ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ذھنی و فکری ریشوں میں سرایت کر چکے ہیں اور انہی کفر تاب لوگوں کی مسلسل کاوش و کاھش سے ان پارٹیوں کے مزاج ہی بدل گئے ہیں۔ لاکھ سمجھائیں مگر ان کی عقلوں کی تنگنائے سے اس فہمائش کا گزرنا از بس دشوار ہے، تمام سیکولر اور لبرل ھیولے اچھی طرح جانتے ہیں کہ پچھلی صدی کی آخری دھائی سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کے تمام طبقات، تمام فقہی و مسلکی گروہ، مرزا غلام احمد اور اسکی گروہی شکل کو اسلام کی مسخ صورت سمجھتے ہیں اور انہیں مرتد سمجھتے ہیں۔ دائرۂ اسلام سے خارج، واجب القتل اور جہنمی سمجھتے ہیں اور اس دینی رائے پر پوری امت قائم و دائم ہے اور امت رسول مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ پر بے مثل قربانیاں دی ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ اس گئے گزرے دور میں بھی امت کا معتبر طبقہ قربانی و ایثار کے لئے آمادہ و تیار ہے۔

پچھلے دنوں مرزائیت کے ایک آفت زدہ نے "خود کاشتہ" کے نئے معنی دریافت کئے اور اسے ذہنوں میں اتارنے کی بحث کا آغاز کیا ہے۔ اسکی تمام ہرزہ سرائی کا جولب تو وقت کی بھینٹ چڑھانا ہے اور میرے پاس بھینٹ چڑھانے کیلئے وافر مقدار میں وقت نہیں ہے۔ میں وقت کا قدر دان ہوں اور اپنے وقت کو دینی اعمال و اقوال میں صرف کرنے کو افضل سمجھتا ہوں۔ لیجئے مرزا غلام احمد قادیانی کی "ڈکشنری" کے حوالہ سے "خود کاشتہ" کا مطلب سمجھیں۔ مرزائی اپنے نبی و مھدی و مسیح کی عبارت کو بہتر سمجھتے ہیں یا اپنے فلک کج کے تولیدی درد کو؟ قارئین کرام ملاحظہ ہو مرزائیوں کے حضرت صاحب رقمطراز ہیں کہ

"یہ وہ درخواست ہے جس کا ترجمہ انگریزی بحضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بالقابہ روانہ کیا گیا ہے۔
(امید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری جماعت کے حالات پر مشتمل ہے غور اور توجہ سے پڑھا جائے)

بحضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ

(۵) میری اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے۔ کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کے ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم مرزا غلام مرتضےٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سرلیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں۔ اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا مونہہ بند کیا جاوے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں اس "خود کاشتہ" پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے لہذا ہمارا حق ہے۔ کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔ تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے!"

بقیہ ص ۱۳ پر

---

(۱) نوٹ: کتاب مجموعہ اشتہارات ص ۲۴۸ سے یہ خط شروع ہوتا ہے خط کا عنوان بھی یہی ہے اور ص ۲۶۲ پر یہ خط ختم ہوتا ہے کتاب کے مرتب کا نام محمد صادق ہے کتاب اپریل ۱۹۱۲ بدر پریس قادیان کی مطبوعہ ہے۔ (بدر ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور) کی تقسیم کردہ ہے۔

دین محمد فریدی بھکر

..........اور مرزائی بھاگ گیا۔

یہ واقعہ ۱۹۸۶ء کا ہے۔ "ہر نولی" میں ایک حافظ اللہ بخش مرزائی ہو گیا۔ ہر نولی میں ٹوڈی قسم کے لوگ مذہبی قیادت پر چھائے ہوئے تھے۔ واعظین حضرات آتے وعظ کرتے اور چلے جاتے۔ کوئی منظم تحریک نہیں تھی۔ ۱۹۵۷ء سے جمیعتہ العلماء اسلام قائم تھی مگر چند حضرات تھے جو اپنے تک محدود رہتے تھے۔ محترم مولوی یٰسین صاحب اصغر آبادی جمیعتہ کے امیر منتخب ہوئے۔ ہمارا صحن مشترکہ تھا۔ انہی کی تحریک پر بندہ اپنے ساتھیوں سمیت جمیعتہ علماء اسلام میں شامل ہوا۔ پیشۂ طب سے منسلک ہونے کی وجہ سے میرا حلقۂ احباب وسیع تھا۔ ان ہی دنوں ہم نے قادیانیت کے خلاف مہم شروع کی اور ہر نولی میں قادیانیت کی بڑھتی ہوئی سر گرمیوں کے سامنے بند باندھ دیا۔ الحمدللہ۔ ہمارا سب سے بڑا حربہ بائیکاٹ تھا۔ حبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ بیدار کرتے تھے اور قادیانیوں کے بائیکاٹ کی تحریک آگے بڑھاتے تھے۔ میرے ساتھی میرے دائیں بائیں موجود رہتے۔ ہم نے قادیانیوں کے جنازے اور فاتحہ تک کا بائیکاٹ جاری کر رکھا تھا۔ آج تو ڈاکٹروں اور طبیبوں کی بھرمار ہے۔ اس وقت ہر نولی میں جو کہ ایک بہت بڑا قصبہ ہے صرف چار طبیب تھے۔ ارد گرد کا علاقہ خالی تھا۔ میرا یہ طریقہ رہا کہ میں نے کم قیمت پر دوائی دی۔ پیسے کا بھی سختی سے مطالبہ نہیں کیا۔ رات دن گھروں میں جانے کی بھی کوئی فیس نہیں لی اور نہ کسی کو انکار کیا۔ اس وجہ سے وہاں کے رہائشی میری ناراضی مول لینا نہیں چاہتے تھے۔ طبّ کے شعبے کے ذریعے خدمت خلق کر کے میں اپنا مذہبی کام بحسن و خوبی سرانجام دے رہا تھا۔ ہر نولی میں بائیکاٹ کی مہم اتنی کامیاب رہی کہ مرزائیت کا نام گالی بن گیا۔ ہر طبقۂ خیال کے لوگوں نے ساتھ دیا۔ ہر نولی شیعوں کا صدر سید فدا حسین شاہ تھا۔ اس کی والدہ فوت ہو گئی۔ حافظ اللہ بخش قادیانی فاتحہ خوانی کے لئے پہنچ گیا۔ مسلمان ہوتے ہوئے وہ وہاں کے علاقہ کا امام بھی رہا تھا۔ مگر قادیانی ہونے کے بعد لوگوں نے تعلقات بالکل ختم کر دیئے۔ جب وہ قادیانی اس جگہ پہنچا جہاں فاتحہ خوانی کے لئے لوگ بیٹھے تھے کسی نے بھی قادیانی کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ قادیانی نے فاتحہ خوانی کے لئے کہا تو سید فدا حسین نے کہا کہ تم مرزائی مرتد ہو لہذا ہم تم سے فاتحہ خوانی نہیں کرواتے۔ پھر اس نے وہاں بحث شروع کر دی اور قرآن پاک سے قادیانیت کی سچائی بیان کرنے لگا۔ سید امیر حسین فوجی نے اسے روکا مگر وہ ڈھیٹ بن کر کہنے لگا کہ میں فاتحہ خوانی کروں گا۔ انہوں نے مرزا کے حوالے بیان کئے تو کہنے لگا ثبوت پیش کرو۔ سید مرید حسین نے اپنے لڑکے کو کہا کہ دین محمد فریدی کو بلاؤ۔ اللہ بخش قادیانی کہنے لگا کہ اسے نہیں اور شہر ہر نولی سے جسے چاہے بلالو۔ لوگوں نے کہا کہ تمہاری کتابیں تو اس کے پاس ہیں اور حوالے کیسے دے سکتا ہے۔ قادیانی کہنے لگا کتابیں منگوالو۔ بہر حال میرے پاس عصر کی نماز سے کچھ پہلے

سید فدا حسین کا لڑکا آیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں مانگیں ساتھ ہی تمام حالات بتائے۔ میں نے کہا کہ میں کتابیں کسی کو نہیں دوں گا۔ البتہ کتابیں لیکر ساتھ چلتا ہوں۔ قصہ مختصر بندہ عصر کی نماز پڑھ کر کتابیں لیکر پہنچ گیا۔ اللہ بخش قادیانی نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا کہ آپ لوگوں نے زیادتی کی اسے بلایا۔ میں نے کہا کہ ان کی طرف سے میرے پاس انکار گیا تھا۔ میں خود آیا ہوں۔ تم نے جو اودھم چوکڑی مچا رکھی ہے۔ آج ان لوگوں کے سامنے وہ ختم کرنی ہے۔ بہرحال گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے اللہ بخش قادیانی سے سوال کیا کہ تم یہاں صرف یہ وضاحت کر دو کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا مانتے ہو اور اس کے کونسے دعوے کو صحیح سمجھتے ہو۔؟ اللہ بخش قادیانی کہنے لگا کہ اس کا کیا مطلب۔ میں نے کہا کہ ہم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ افضلِ انبیاء تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن پاک کو آخری کتاب اور غیر محرف کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی متضاد دعویٰ نہیں۔ غار حرا کی پہلی وحی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت اور رسالت کیا اور اس دنیا سے تشریف لے جانے تک اسی دعویٰ کی تبلیغ کی اور لوگوں کو دعوت دی۔ اور اسی دعویٰ کو تسلیم کر کے جو لوگ ایمان لائے وہ صحابی کا درجہ پا گئے۔ تم مرزا کے کسی ایک دعویٰ کو بغیر تاویل جو مانتے ہو بیان کرو۔ میں یہاں ان لوگوں کے سامنے مرزا کے متضاد دعوے اس کی کتابوں سے ثابت کردوں گا۔ تم صرف ایک دعویٰ جس میں کوئی تاویل اور تضاد نہ ہو بتاؤ۔؟ اللہ بخش قادیانی کو میری اس گفتگو سے چکر آ گیا اور کہنے لگا کہ میں پہلے نہیں کہتا تھا کہ دین محمد کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں، یہ گالیاں دیتا ہے۔ سید فدا حسین نے کہا کہ اب تک دین محمد نے جو گفتگو کی اس میں نہ گالی ہے اور نہ ہی کوئی غلط بات ہے۔ اس نے جو بات کہی وہ بڑی بااصول ہے۔ تم مقابلے میں مرزا کا کوئی ایک دعویٰ پیش کرو۔ قادیانی ہکا بکا تھا کہ کیا جواب دوں۔ پھنس گیا، مگر ڈھیٹ بن کر ہی، ہی، ہی کرتا رہا۔ اب وہ جو بات کرتے میں نے جواباً کشتی نوح، آئینہ کمالات، ایک غلطی کا ازالہ۔ مرزا غلام احمد کی کتابیں پیش کرنی شروع کر دیں۔ اللہ بخش قادیانی نے ڈھیٹ بن کر کتابوں کی اصلیت سے ہی انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ کتابیں مرزا غلام احمد کی نہیں۔ لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ آدمی اپنی ہی کتابوں کو ماننے سے انکار کر رہا ہے۔ ایک نے یہ سوال مجلس میں کر بھی دیا۔ میں نے کہا کہ قادیانیت ہے ہی انکار کا دوسرا نام مرزا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ اللہ بخش نے کہا نہیں "حضرت صاحب" نے تو کہا ہے۔ "ہم تو ہیں دل سے خدام ختم مرسلین۔ محمد راہنما پیشوا،" میں نے برجستہ کہا کہ نہیں مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ

منم مسیحِ زماں منم کلیم خدا
محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

میں نے جب جواباً مرزا کا یہ شعر پڑھا تو اللہ بخش قادیانی نے اپنے سینے پر بے ساختہ ہاتھ مارا اور جھوم کر کہنے لگا واہ سبحان اللہ۔ حضور کے اندر ہوئے جو نبی کریم کے کمالات۔ مرزا غلام احمد ہوئے جو محمد رسول (صلی اللہ

علیہ وسلم) اور وہ یہ فقرہ بار بار کہتا رہا اور جھومتا رہا۔ میں ششدر تھا۔ خدا نے رہبری کی۔ میں نے للکار کر کہا کہ اللہ بخش تو مانتا ہے کہ کمالات تبدیل ہو سکتے ہیں۔ قادیانی کہنے لگا ہاں۔ میں نے پوچھا تیرا یہ عقیدہ ہے کہ چودہ سو سال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات تبدیل ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی میں آسکتے ہیں اور وہ محمد رسول اللہ بن سکتا ہے۔ قادیانی کہنے لگا ہاں میرا عقیدہ ہے کہ کمالات تبدیل ہو سکتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی عین محمد بن سکتا ہے اور وہ ہے ہی عین محمد۔ میں نے کہا کہ تیرے باپ کا نام غلام احمد پاولی ہے نا۔ وہ کہنے لگا ہاں۔ میں نے جواباً اس کی طرح سینے پر ہاتھ مارا اور جھومنے لگا۔ واہ سبحان اللہ میں ہوا جو غلام احمد پاولی۔ میں ہوں تیرا باپ اور تیرے باپ کا کمال یہ ہے کہ اس نے تیری ماں سے نکاح کیا تو اس کے نطفے سے پیدا ہوا۔ وہ کمال پچاس سال بعد میرے اندر آیا اور میں تیرا باپ بن گیا۔ کمال تبدیل کرنا ہے تو پہلے مجھے اپنا باپ مان پھر مرزا کو محمد رسول اللہ کا درجہ دے۔ مجلس میں بیٹھا ایک شخص کہنے لگا کہ ڈاکٹر صاحب آپ اس طرح کی سخت بات نہ کریں۔ میں نے کہا کہ میرے بھائی آپ سن نہیں رہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات تبدیل کر کے یہ شخص مرزا غلام احمد جیسے انسان کو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا درجہ دے رہا ہے تو پھر میرا یہ کمال آپ کو سخت کیوں لگا یہ برنولی کا پاولی ہے اس کے باپ کا اس کے سوا اور کوئی کمال نہیں کہ اس نے اس کی ماں کے ساتھ نکاح کیا اور یہ اس کے نطفے سے پیدا ہوا۔ میں اسے حرامی تو نہیں بنا رہا۔ البتہ اس کا عقیدہ کمالات کی تبدیلی کا ہے تو کمال تبدیل ہو کر کیا میں اس کا باپ نہیں بن سکتا۔ اپنے عقیدے کے مطابق پہلے مجھے باپ تسلیم کرے تمام حاضرین مجلس نے زبردست نعرہ مارا اس کے ساتھ ہی اللہ بخش قادیانی وہاں سے فرار ہو گیا۔

بقیہ ز ص ۲۸

مرزائی تاویلات کے صحرا میں بھٹکنے کی بجائے حقیقت کا سامنا کریں اور خدا لگتی کہیں کہ مذکورہ عبارت میں مرزا غلام احمد کا معنی خود کاشتہ پودا یعنی سرکار انگریزی کا پرورش یافتہ آب و تاب تحفظات انگریزی سے آراستہ و پیراستہ ساختہ و پرداختہ فرنگی کے سوا کچھ اور بھی ہے؟

ع تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا ایست

ضدی اور ڈھیٹ مرزائی تو اس سے بھی ہدایت نہ لے سکیں گے البتہ مرزائی ہونے کے باوجود جو لوگ حق کی تلاش میں رہتے ہیں وہ خصوصی توجہ اور غور و فکر کریں کہ انگریزی سند لے کر نبوت کے منصب عالی پر شبخون مارنے والا کیونکر سچا ہو سکتا ہے؟

حافظ محمد علی شیخ

''سیّد الشہداء'' (رضی اللہ عنہ)

ہر دور میں نااہل، ناواقف اور پروپیگنڈہ کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو بہت پڑھا لکھا (Welleducated) سمجھتے ہیں۔ اصل میں یہی لوگ دین کے معاملے میں چٹے ان پڑھ اور لاعلم ہوتے ہیں۔ جو جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعے مسلمانوں کا حقیقت سے رخ موڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کسی نہ کسی موقع پر وہ اپنے احمق ہونے کا ثبوت بھی دے دیتے ہیں۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ ''کوا چلا ہنس کی چال، اپنی بھی بھول گیا۔'' یہ مثل مجھے ایک کتاب دیکھ کر یاد آئی میٹرک کے طلباء کے لیے نصاب اردو کی ایک امدادی کتاب ''آئینۂ اردو'' (گرامر اینڈ کمپوزیشن) کہ جس کے مؤلفین اب طاہر صدیقی (ایم اے، ایم ایڈ) اور ابو فاروق صدیقی (ایم اے، ایم ایڈ) ہیں کے صفحات ۴۴۴، ۴۴۵ پر ''اسم علم'' کی اقسام کے بیان میں ''لقب'' کی مثال دیتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کا لقب دینے والے مؤلفین کا خیال ہے کہ وہ لوگوں کو علم سے روشناس کرا رہے ہیں۔ لیکن انہیں کیا معلوم کہ وہ خود دین سے دور اور اسلام سے دور ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اے کاش! وہ ہوش کے ناخن لیں اور تاریخ کا مطالعہ کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی نفی کرنے سے باز رہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیارے چچا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کا لقب دیا۔ میں یہاں تفصیل سے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور آپ کے سید الشہداء کے لقب سے ملقب کیے جانے کے بارے میں لکھنا چاہوں گا تا کہ حقیقت سب کے سامنے آسکے۔

غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

سیدنا امیر حمزہؓ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد دونوں میں شریک ہوئے، جوہر شجاعت دکھائے توحید کے دشمنوں کو للکارا اور لات وعزیٰ کے چھکے چھڑا دیے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جبیر ابن مطعم کے چچا طعیمہ کو بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ اس کو اپنے چچا کے قتل کا بہت افسوس تھا۔ اس نے اپنے غلام وحشی کو کہا کہ اگر تو حمزہ رضی اللہ عنہ کو کسی طرح قتل کر دے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ وحشی یہ سن کر اس فکر میں رہتا کہ اب اگر مسلمانوں سے جنگ ہوئی تو میں اس میں شامل ہو کر ضرور حمزہؓ کے قتل کی کوشش کروں گا۔ تا کہ مجھے غلامی سے نجات مل جائے۔ جب جنگ احد کے لئے قریش مکہ جانے لگے تو وحشی بھی اپنا مذموم ارادہ لے کر ان کے ہمراہ ہو گیا۔ وحشی کا اپنا بیان ہے کہ میں احد میں ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا اور اس انتظار میں رہا کہ جونہی حضرت حمزہؓ میرے سامنے آئیں تو میں اپنے خاص داؤ سے ان پر حملہ کر دوں۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ سباع نامی ایک شخص میدان میں اترا اور آتے ہی للکارا۔ ھل من مبارز۔ ہے

کوئی میرا مقابل؟ حضرت حمزہؓ نے میدان میں آتے ہی فرمایا۔

یا سباع یا ابن انمار مقطعته الینطور اتحاد اللّٰہ ورسوله

(اے سباع! اے عورتوں کا ختنہ کرنے والی ماں کے بیٹے، کیا تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے؟)

یہ کہتے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے اور ایک آن میں اس کافر کو جہنم رسید کر دیا۔

جونہی حضرت حمزہؓ اس کے قتل سے فارغ ہو کر میرے سامنے سے گزرنے لگے تو میں نے چپکے سے اپنا "حربہ" (نیزہ) پھینکا جو سیدھا آپ کی ناف کے قریب پہنچا اور پیٹ چاک کرتے ہوئے گزر گیا۔ حضرت حمزہؓ اسی ایک حربے سے شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ہند کا وعدہ:

وحشی کا کہنا ہے کہ ہند بنت عتبہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حمزہؓ کو جو میرے باپ عتبہ کا قاتل ہے قتل کر دے گا تو میں تجھے منہ مانگا انعام دوں گی۔ وہ مجھے اس بات پر ہر وقت اکساتی رہتی تھی کہ اگر تو نے آزادی حاصل کرنی ہے اور انعام حاصل کر کے دنیا میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرنی ہے تو حمزہؓ کو قتل کر کے اس کا کلیجہ (جگر) نکال کر مجھے لا دینا۔ میں نے اس سے بھی وعدہ کر رکھا تھا۔ اس لئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ان کا جگر نکال کر لے آیا۔ اس طرح حضرت حمزہؓ کو شہید کر کے میں نے آزادی حاصل کی اور مجھے ہند نے بہت سے کپڑے اور اپنے زیورات اتار کر انعام میں دیئے۔ حضرت حمزہ کو شہادت کے بعد بھی معاف نہیں کیا گیا بلکہ آپ کی لاش کی بے حرمتی کی گئی۔ آپ کا ناک کاٹا گیا۔ آپ کے کان کاٹے گئے، جگر نکالا گیا، آنکھوں میں نیزے مارے گئے، دانت توڑے گئے، زبان کاٹی گئی، اور اعضاء کا ہار بنایا۔ یوں اس شہید اعظم کے جسم کے ایک ایک حصے نے شہادت کا حق ادا کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم چچا کی لاش پر:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے خاتمہ پر صحابہ کرامؓ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تلاش کرتے ہوئے حضرت حمزہؓ کے پاس پہنچے۔ ان کی اس ہیئت و حالت کو دیکھ کر رونے لگے۔ واپس آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر گئے۔ آپ نے اپنے محبوب چچا کی لاش کو دیکھا تو کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں۔ پیٹ اور سینا چاک ہیں۔ جسم مبارک زخموں سے چور چور ہے۔ اس جگر خراش اور دل آزار منظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور فرمایا کہ .... "آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ تو بڑے ہی محیر اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر صفیہ (اپنی پھوپھی) کے حزن و ملال اور رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں آپ کو یہاں اسی طرح چھوڑ دیتا، تاکہ درند

اور پرند آپ کو کھاتے اور قیامت کے دن آپ انہیں کے شکم سے اٹھتے "۔ اسی جگہ کھڑے کھڑے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا تو میں آپؓ کے بدلے ستر کافروں کا مثلہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا ہی تھا کہ عرش سے اللہ پاک کا حکم اور فرمان آ گیا۔

"فان عاقبتم فعاقبو بمثل ماعوقبتهم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين واصبز وماصبرک الا باالله ولا تحزن عليهم ولا تكن فى ضيق مما يمكرون. ان الله مع الذين اتقو الذين هم محسنون. (پ۱۴ سورة نخل")

(ترجمہ: اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لئے، اور صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا محض اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور نہ آپ ان (کافروں) پر غمگین ہوں اور نہ ان کے مکر سے تنگ دل ہوں۔ بےشک اللہ صبر کرنے والوں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔)

بارگاہ نبوت سے سید الشہداء کا خطاب:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو اس حالت میں دیکھا تو آپ رو پڑے، روتے روتے آپ کی ہچکی بندھ گئی (مفہوم روایت)...... اور آپ نے فرمایا

سيد الشهداء عندالله يوم القيامة حمزه

شہیدوں کے سردار اللہ کے ہاں قیامت کے دن حمزہؓ ہوں گے۔ (مستدرک حاکم ج۳ ص ۱۹۹)

سید الشہداء کا نبوی اعزاز صرف اور صرف حضرت حمزہؓ کے لئے ہو گا۔ آپ کے سوا یہ خطاب کسی کو نہ سجتا ہے اور نہ جائز ہے۔ کیونکہ بارگاہ نبوت کی یہ عطا ہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔

(حیوۃ الصحابہ ج ۳ ص ۶۰۰-۵۹۷)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو یہ لقب سید کائنات مولائے کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دینی امور میں حضور صلی اللہ علی وسلم کے ارشادات وحی والہام ہوتے ہیں۔ شریعت کا حصہ ہوتے ہیں لہذا کسی اور کو سید الشہداء بنانے والے وحی والہام کے منکر، شریعت مطہرہ کو بگاڑنے والے اور یہودیوں کے پیروکار ہی ہوسکتے ہیں۔ یہودیوں نے بھی دین موسوی کو بگاڑا اور اس کا چہرہ انور مسخ کرنے کی مذموم کوشش کی۔ آج بھی جو لوگ انہی جیسے اعمال میں مبتلا ہیں، انہیں اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

جگر لخت لخت

●۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔
''جس بڑے نے چھوٹے پر رحم نہ کیا یا جس چھوٹے نے بڑے کی عزت نہ کی وہ مسلمانوں کی صف میں شامل ہونے کے قابل نہیں'' اور ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''

● اللہ تعالیٰ کے پرہیزگار بندے جب سو روپیہ کے مستحق ہوتے ہیں تو ایک کم سو لیتے ہیں اور جس وقت دوسرے کا حق دیتے ہیں تو ایک زیادہ دیتے ہیں۔

● جس کا کپڑا پتلا۔ اس کا ایمان پتلا

● جابر سے جابر انسان اور بڑے سے بڑے ظالم کو اللہ تعالیٰ کی طاقت سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ کسی بھی کام کرنے کے لئے اسے دیر نہیں لگتی ایک ہی لمحے میں وہ عزیز کو ذلیل اور قوی کو ضعیف کر سکتا ہے۔

● ایک بزرگ کا غلام کسی فاسق شخص کے گھر سے چراغ، روشن کرلایا۔ تو انہوں نے بجھا دیا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کے نافرمان بندے کے چراغ سے روشن کئے ہوئے چراغ کی روشنی نفع اٹھانے کے لائق نہیں ہے۔

● گلہ کرنے سے انسان اپنی شکست کو نمایاں کرتا ہے۔ دوستوں کے انتخاب میں احتیاط کرو۔ بھیڑ جمع نہ کرو۔ ہر شخص دوستی کا اہل نہیں ہوتا۔ لیکن دوست نہ ہو تو زندگی اجاڑ محسوس ہوتی ہے۔ جس طرح زندہ رہنے کے لئے سانس لینا ضروری ہے اس طرح دوست سفر حیات کا لازمہ ہیں۔

● آخرت کا تصور ہی صحیح اخلاق پیدا کر سکتا ہے۔ فلسفہ یا سائنس دونوں انسان کی بے چینی کا سد باب کرنے سے قاصر ہیں۔ صرف مذہب ہی ایک ایسی طاقت ہے جو انسانیت کی دکھتی ہوئی پیٹھ کو سہارا دے سکتی ہے۔

●
ان کو کیا خاک سزا دیں گے زمانے والے!
جس کو احساس نے سولی پہ چڑھا رکھا ہے

●
وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست!
رو پس نہ کرد، ہر کہ ازیں خاکداں گذشت

● زندگی آتش و پنبہ کا افسانہ ہے۔ برق و خرمن کی کہانی ہے۔

دریں چمن کہ بہار وخزاں ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش است

● اس بزم سودوزیاں میں کامرانی کا جام کبھی کوتاہ دستوں کے لئے نہیں بھرا گیا وہ ہمیشہ ان ہی کے حصے میں آیا جو خود بڑھ کر اٹھا لینے کی جرأت رکھتے ہیں۔

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی

جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

● کسی بادشاہ کا موتیوں کا ہار گم ہو گیا اس نے دیوانِ حافظ میں فال دیکھی رات کا وقت تھا، چراغ ایک کنیز کے ہاتھ میں تھا۔ یہ مصرع نکلا

"چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

(یعنی چور کتنا بہادر ہے جس کے ہاتھ میں چراغ ہے)

پس بادشاہ نے فوراً اس کنیز کو پکڑ لیا اور تلاشی لینے سے ہار اس کے پاس برآمد ہوا۔

● اس دور کا سب سے بڑا جرم افلاس ہے۔ گناہ امارت کی آغوش میں نیکی کہلاتا ہے۔ اور نیکی افلاس کے دامن میں گناہ کہلاتی ہے۔ غریب کی دنیا حسرتوں کا نشیمن ہے۔

● خلوص روشن محلوں میں رہنے والوں کی نسبت تاریک جھونپڑوں میں پرورش پائے ہوئے انسانوں میں زیادہ ہوتا ہے۔

● جھوٹ، محبت کے خوبصورت چہرے کو تاریک بنا دیتا ہے۔

● فطرت مصائب کی بھٹی میں سنورتی ہے۔ زمانہ کی شکایت فضول ہے۔ مصیبتوں کا شکوہ جواں مردی کی دلیل نہیں۔ میں تو آفات کو دعوت دیتا ہوں اور ہر لحہ چشم عاشق کی مانند انتظار میں رہتا ہوں۔

● میری ایذا پسند طبیعت ہمیشہ دشوار پسند رہی ہے۔ جو مزہ تکلیف میں ہے وہ آرام میں نہیں۔ مٹھاس کا حقیقی لطف لینا چاہتے ہو تو کڑوی شے بھی چکھ لو۔ پھولوں کی لطافت سے کھیلنا چاہتے ہو تو کانٹوں کی چبھن سے بھی پیار کرو۔

خطر پسند طبیعت کو ساز گار نہیں!

وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد

● اچھی بات خواہ کوئی کہے۔ پلے باندھ لو۔ جب کسی موتی کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ تو یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ اسے سمندر کی تہ سے ڈھونڈ کر لانے والا رذیل تھا یا شریف

● مظلوم اگرچہ کیسا ہی نحیف ہو۔ ظالم کے ظلم کی تاب لا سکتا ہے لیکن ظالم مظلوم کی آہ کی کبھی تاب نہیں لا سکتا۔

● بڑے بڑے انسان ہمیشہ افلاس کی چکی میں پستے آئے ہیں۔

● کم بخت مہمان نوازی اور زچگی، عورت کی ہی قسمت میں لکھی تھی۔ ایک مہمان دفان ہوتا ہے۔ تو ایک نیا بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسے جن کے ہٹو تو مہمانوں کی قطار لگ جاتی ہے۔ چند روپے بچے کے ہاتھ میں دے کر ساری تنخواہ کھا کے نکلتے ہیں۔

● اس کا کوئی کردار نہیں تھا۔ مثبت نہ منفی۔ وہ ایک بے کردار آدمی تھا اور بے کردار آدمی بد کردار آدمی سے بھی برا ہوتا ہے۔

● کہتے ہیں کہ گھر سے عورت اور بندوق سے گولی۔ ایک دفعہ چلی تو توبہ ہی بھلی۔

● کسی حالت میں بھی اپنے دل کو مت گراؤ۔ دیکھو لوگ گرے ہوئے مکانوں کی اینٹیں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ مگر کھڑی ہوئی عمارت کو کوئی بھی ہاتھ نہیں لگاتا۔

● دورانِ سفر ہم نے پلٹ کر نہیں دیکھا
جب گھر سے نکل آئے تو پھر گھر نہیں دیکھا

● توڑا تو احتیاط سے پھولوں کو تھا مگر
شاخوں کا احتجاج بڑا درد ناک تھا

● آج کل کا معاشرہ ایک ایسا زینہ ہے جس پر کا ہر آدمی اپنے اوپر والے کا غلام اور نیچے والے کا خدا ہے۔

● ایک باپ اپنے گیارہ بیٹوں کی پرورش کر سکتا ہے مگر گیارہ بیٹے اپنے ایک باپ کی دیکھ بھال نہیں کر سکتے۔

● اب بھی پاگل صفیہ کی چیخیں اور قہقہے راتوں کے پچھلے پہر خاموشی کا سینہ چیرتے ہیں۔ تو مائیں وفورِ جذبات میں اپنی سوئی ہوئی بیٹیوں پر آنچل ڈال دیتی ہیں۔

● ایک مدت سے مری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اک بار کہا تھا۔ "مجھے ڈر لگتا ہے!"

● بقا کی فکر کرو خود ہی زندگی کے لئے
زمانہ کچھ نہیں کرتا کبھی کسی کے لئے

● بارش، نیند، موسم کی تبدیلی، ان کے اوقات کوئی نہیں بتا سکتا۔

● اندھا تو دیکھ نہیں سکتا مگر مغرور دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

● جو ایک لفظ کی خوشبو نہ رکھ سکا محفوظ!
میں اس کے ہاتھ میں ساری کتاب کیا دیتا

(مختلف کتابو، رسالوں سے ماخوذ)

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

"غدارِ پاکستان"

محمد متین خالد کی تالیف "غدار پاکستان" ایک ایسے وقت میں شائع ہوئی ہے جب ملک کے سنجیدہ حلقوں میں فی الواقعہ، موضوع کتاب سے متعلق، علمی و فکری بنیادوں پر کسی تحقیقی اور تجزیاتی مواد کی ضرورت بہت زیادہ محسوس کی جا رہی تھی۔ یک رخے، جذباتی اور کم علمی و خوش فہمی پر مبنی رویّوں کو فروغ دینے اور ان سے فائدہ اٹھانے والے طبقات کا ہدف رائے عامہ بھی ہوا کرتی ہے اور "رائے خاصہ" بھی! ان رویّوں اور ان طبقوں کی کارگزاری، کارکردگی اور کارفرمائی کا اندازہ کرنے کے لئے جس استعداد، جس ذہانت اور جس متانت کی ضرورت ہوتی ہے وہ محمد متین خالد میں موجود ہے۔ ان کی کتاب کا موضوع آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اسلام اور پاکستان دشمنی پر مبنی "خدمات" ہیں۔ وہی "خدمات" جن کے عوض ڈاکٹر صاحب کو رائل اکیڈمی آف سائنس، سٹاک ہوم (سویڈن) کی طرف سے ۱۹۷۹ء میں فزکس کا نوبل انعام دیا گیا اور حکومت پاکستان کی طرف سے نشان امتیاز (ملک کا سب سے بڑا سول اعزاز) دیا گیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں فزکس اور ریاضی کے شعبوں میں اول آنے والے طلباء کے لئے "سلام میڈل" کا اجراء کیا گیا، کالج کے اولڈ ہال کا نام "سلام ہال" رکھا گیا اور کالج میں "سلام چیئر" قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ حال ہی میں ڈاکٹر صاحب کی پہلی برسی کے موقع پر پاکستان کے محکمہ ڈاک نے "یادگاری ٹکٹ" جاری کیا ہے اور برسی کی تقریبات میں بیگم عابدہ حسین اور جسٹس (ر) جاوید اقبال سمیت کئی دانشوروں نے ڈاکٹر صاحب کی "خدمات" کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ محمد متین خالد نے بھی اپنی کتاب "غدار پاکستان" میں ڈاکٹر صاحب کی "خدمات" کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ لیکن یہ خراج تحسین یک رخا، جذباتی اور کم علمی و خوش فہمی پر مبنی نہیں ہے بلکہ یہ ڈاکٹر صاحب کی عمر بھر کی کارگزاریوں، کارکردگیوں اور کارروائیوں سے عبارت ایک تاریخی و تحقیقی دستاویز ہے۔ تین سو صفحوں کی اس ضخیم کتاب میں جو کچھ بیان ہوا ہے، اس کا خلاصہ کتاب کے عنوان (غدار پاکستان) میں سمٹ آیا ہے۔ پاکستان کے چوٹی کے صحافی .... عبدالقادر حسن، زاہد ملک، شفیق مرزا اور ارشاد احمد عارف .... کے قلم سے طویل طویل تائیدی شہادتیں، بلاشبہ کتاب کی جان ہیں۔

کتاب کی قیمت=/۲۰۰ روپے ہے اور یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان اور مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ (تبصرہ: ذ، بخاری)

''قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ سوانح و افکار''

برصغیر کی سیاسیات پر نظر رکھنے والے بخوبی آگاہ ہیں کہ مجلس احرار اسلام کے قائدین نے انگریزوں سے آزادی کی دیوانہ وار جنگ لڑی اور یہ جنگ ان عظیم سپوتوں نے روایتی ہتھیاروں کے بجائے اپنے کاٹ دار زور بیان، شعلہ آفریں تقریروں اور آتش بیانیوں کے اسلحہ سے لڑی اور جب پورا برصغیر ان آتش بجانوں کی شعلہ نوائیوں سے بھڑک اٹھا تو برطانوی شاطروں کے فلک بوس محلات بھی ان کی آگ سے محفوظ نہ رہ سکے اور آخر کار قزاقان فرنگ کو یہ دھرتی چھوڑ کر جانا پڑا۔

زعماء احرار صرف آتش نفس خطیب ہی نہ تھے بلکہ مجلس احرار کی صف اوّل میں سیاسی مدبّر، دینی سکالر، شاعر، ادیب اور دانشور بھی موجود تھے۔ جنہوں نے ہر طبقہ فکر کو فکر احرار سے متاثر کیا اور اپنا مؤید بنایا۔ خطیب پاکستان حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ انہی بزرگوں کے تربیت یافتہ تھے۔ انہوں نے دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ خطابت کا فن بھی اکابر احرار خصوصاً مجددّ خطابت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے ہی اخذ و کشید کیا تھا۔ حضرت قاضی صاحب قیام پاکستان سے قبل احرار کے سٹیج سے انگریز اور انگریزی نبوت کے خلاف عرصۂ جہاد میں معروف رہے اور پاکستان بن جانے کے بعد ان کی تمام تر توانائیاں عقیدۂ ختم نبوت کے فروغ و دفاع اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے سدّباب کے لئے صرف ہوئیں۔

حضرت قاضی صاحب زبان آور تھے۔ ان کی خطابت کا ڈنکا ہندوستان کے طول و عرض میں گونجتا رہا۔ قیام ملک کے بعد اسی سحر آفرینی کی بدولت آپ ''خطیب پاکستان'' کہلائے اور آپ نے خطابت کی اس نعمت غیر مترقبہ سے منکرین ختم نبوت کے لئے گرز باطل شکن کا کام لیا۔ جس کا منطقی نتیجہ ۷، ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانی گروہ کو غیر مسلم قرار دینے کی صورت میں انجام پذیر ہوا۔ اور یوں قاضی صاحب اپنے پیشرو قائدین احرار سمیت سرخرو اور سرفراز ہوئے۔

قاضی احسان احمد صاحب کی تاریخی خدمات کو قلم بند کرنے کی پہلی سعادت ان کے داماد اور قانون دان جناب قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ کے حصے میں آئی۔ بعد ازاں جناب انیس جیلانی ''قاضی جی'' اور اب اس سلسلے کی تیسری کڑی زیر تبصرہ کتاب ''قاضی احسان احمد شجاع آبادی سوانح و افکار ہے'' جس کے مرتب برادر مکرم جناب مولانا محمد اسمعیل شجاع آبادی ہیں۔ مولانا نے قاضی صاحب پر لکھے جانے والے سوانحی مضامین، قاضی صاحب کے اپنے قلم سے نکلے ہوئے مضامین، خطبات اور مکتوبات نیز اخبارات و جرائد کا قاضی صاحب کو خراج عقیدت اور شعراء کی منظومات کو بڑی محنت اور سلیقہ شعاری سے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ ان کی اس دیانت کی داد دیئے بغیر آگے گزر جانا سخت زیادتی ہو گی کہ مولانا محمد اسمعیل نے زیر تبصرہ کتاب میں مجلس احرار اسلام کا ذکر گول نہیں کیا جو آج کل کے بعض حضرات کی عادت بن چکی ہے۔ کہ

جہاں مجلس احرار اسلام کا تذکرہ آئے وہاں اس کی بجائے "مجلس تحفظ ختم نبوت" لکھ دیا جاتا ہے۔ اس تاریخی تحریف کی روک تھام بہر طور ضروری ہے۔

کتاب کے آغاز میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کا مقدمہ اور دیگر حضرات کی آراء شامل ہیں۔ یوں تو یہ کتاب مختلف اہل قلم کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ لیکن مواد کی تلاش، حصول اور اس کی ترتیب نہایت کٹھن اور مشکل کام ہے۔ مولانا محمد اسماعیل نے ان تمام مراحل کو کامیابی سے طے کیا ہے۔ حسن ترتیب اور حسن طباعت کے ساتھ ساتھ حوالہ جات کا خاص اہتمام صاحب کتاب کے اعلیٰ ذوق اور محققانہ طبع کا آئینہ دار ہے۔

۴۰۰ صفحات کی یہ کتاب ۱۵۰ روپے میں حسب ذیل مقامات سے دستیاب ہے۔

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت مسجد عائشہ، حسن سٹریٹ مسلم ٹاؤن لاہور، بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ (تبصرہ: محمد عمر فاروق)

ماہنامہ الفرقان (لکھنؤ) "مولانا محمد منظور نعمانیؒ نمبر"

شورش کاشمیری مرحوم نے بعض شخصیات کے لئے یہ فقرہ بالتواتر دھرایا ہے کہ

"وہ اس زمین پر اللہ کا عطیہ تھے۔"

یہ بلیغ جملہ فی الحقیقت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (پ ۱۹۰۵ء) رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات پر صادق آتا ہے کہ

"مولانا محمد منظور نعمانی ظلمت کدۂ ہند میں اللہ کا خاص عطیہ تھے"۔ ان کا وجود گرامی اسلامیان ہند و پاک کے لئے ایک عظیم نعمت خداوندی تھا۔ وہ محض صاحب عرفان و طریقت شیخ ہی نہیں بلکہ ایک بیدار مغز دینی رہنما اور جدید عصری مسائل پر گہری نظر رکھنے والے صاحب بصیرت مدبر بھی تھے۔ جن کا ہاتھ زمانے کی نبض پر تھا۔ ان کا علم مستحضر، تقویٰ و تدین مثالی، فہم دین خیر القرون کے ذوق و طبع کے قریں، فکر و تدبر صراط مستقیم کی ضیاء پاشیوں سے مستنیر اور فکر و عمل بصائر دین سے آراستہ تھی۔ اللہ نے انہیں رسوخ فی العلم کی فضیلت سے نوازا اور وہ حقیقی معنوں میں تفقہ فی الدین کی خصوصیت کے ساتھ فضل و کمال سے بھی بہرہ ور تھے۔

شرک و بدعت کے خلاف جہاد کی ٹھانی تو بریلی میں جا کر صف آراء ہوئے اور مناظروں کے ذریعے شرعی برہمنوں کا ناطقہ بند کیا۔ فکری انقلاب کے لئے سید ابوالاعلیٰ مودودی کے ہمنوا ہوئے اور جماعت اسلامی کے معماروں میں شمار ہوئے۔ لیکن حقائق آشناء ہوتے ہی فوراً علیحدگی اختیار کر لی۔ پھر دعوت و تبلیغ کے کام میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمتہ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ایسے منہمک ہوئے کہ حیاتِ مستعار کے آخری لمحوں تک مخلوق کا خالق سے ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنے میں مصروف رہے۔

بے شک مولانا محمد منظور نعمانی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ان کی ضخیم کتاب "معارف الحدیث" ہی ہے جب کہ میرے نزدیک ان کی کتاب "اشیعیت اور ایرانی انقلاب" ان کی دیگر کتب پر بہ ایں وجہ زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ یہ پہلی کتاب تھی جو آیت اللہ خمینی کے نظریات اور ایرانی انقلاب کی اصل حقیقت سمجھنے کے لئے عام آدمی کے لئے بھی چراغ راہ ثابت ہوئی اور لاکھوں مسلمان سبائی فتنے کی سازشوں سے واقف ہوئے اور گمراہی سے بچ گئے۔ مولانا نعمانی نے تقریباً باون کتب و رسائل لکھے اور ماہنامہ "الفرقان" کا اجراء کیا جو تادم تحریر شائع ہو رہا ہے۔

زیر تبصرہ شمارہ اپریل تا اگست ۱۹۹۸ء کی خاص اشاعت مولانا منظور نعمانی کے سوانح و افکار، معاصر شخصیات کے مضامین اور جرائد کے خراجِ تحسین پر مشتمل ہے۔ جسے مولانا کے خلف الرشید جناب مولانا عتیق الرحمن سنبھلی مدظلہ نے ترتیب دیا ہے۔ مولانا عاشق الٰہی بلند شہری، مولانا خلیل الرحمن سجاد، مولانا مرغوب الرحمن، مولانا تقی عثمانی، ڈاکٹر شمس خان تبریز، مولانا عبد القدوس رومی اور سب سے بڑھ کر مولانا ابوالحسن علی ندوی ایسے مشاہیر کے مضامین کے علاوہ مولانا نعمانی کے اپنے قلم سے منتخب مضامین اور خطوط اس یادگار نمبر کا جوہر ہے۔

مولانا محمد منظور نعمانی کی ہمہ جہت شخصیت اور تاریخ ساز علمی خدمات کا تذکرہ اس خاص نمبر میں اتنی تفصیل اور حسن ترتیب کے ساتھ سامنے آیا ہے کہ مولانا کا چلتا پھرتا سراپا نظروں کے راستے دل میں اترتا محسوس ہوتا ہے۔ جو یقیناً حضرت نعمانی کی مسحور کن شخصیت کی کرامت اور "الفرقان" کے مدیر اور کارکنان کی شبانہ روز محنت کا شاہکار ہے۔

"الفرقان" کی یہ خصوصی اشاعت انتہائی دیدہ زیب اور نظر کو موہ لینے والی ہے۔ جو ۶۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان سے ۲۲۵ روپے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے طلب کی جاسکتی ہے۔ (تبصرہ: محمد عمر فاروق)

بقیہ از ص ۵۳

جب ہم یہ مقام حاصل کرلیں کہ امریکہ ہو یا کوئی اور طاقت ہو، اسے ہماری تنصیبات، ہمارے صدارتی محل اور ہمارے وزیراعظم ہاؤس کی تلاشی لینے اور ہماری خلائی سرحدوں کی خلاف ورزی کرنے کی جرات نہ ہوسکے۔ ہمارے وزیراعظم امریکہ جاتے وقت قوم کو یقین دلا کر گئے تھے کہ وہ سی ٹی بی ٹی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے لیکن اس کے باوجود سیاست سیاست ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ساری قوم ایٹمی صلاحیت کی بقا اور حفاظت کے لئے فولاد کی دیوار کی طرح متحد رہے تاکہ وزیراعظم آئندہ کسی مرحلے پر بھی امریکی صدر کے دباؤ کو قبول نہ کریں اور صاف انکار کردیں اور اپنے تحفظات کو قائم رکھیں۔

محمد عمر فاروق

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ

بحیثیت مکاتیب نگار ("خطوطِ افضل حق" کی روشنی میں)

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ تحریکِ آزادی کے بے باک مجاہد، مجلسِ احرارِ اسلام کے قائد، عظیم سیاسی رہنما اور صاحب طرز ادیب تھے۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء کو انتقال ہوا۔ ذیل کا مضمون ان کی یاد میں ایک خوبصورت تذکرہ ہے (مدیر)

چودھری افضل حق ۱۸۹۱ء میں چودھری امیر خان کے ہاں ضلع ہوشیار پور کے قصبہ گڑھ شنکر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ اور بعد ازاں امر تسر میں مکمل کی۔ جہاں آپ کے والد بسلسلہ ملازمت قیام پزیر تھے۔ آپ نے خرابی صحت کے باوجود میٹرک کا امتحان ۱۹۱۰ء میں اسلامیہ ہائی سکول امر تسر سے پاس کیا اور پھر اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہو گئے۔ "اسلامیہ کالج لاہور میں عبدالمجید سالک، غلام رسول مہر، شیخ نصیر الدین ہمایوں آپ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ آپ کے بہترین رفیق اور دوست مولانا مظہر علی اظہر بھی ان دنوں اسی کالج میں سالِ دوم کے طالب علم تھے۔" (۱) سوئے اتفاق سے چودھری صاحب ۱۹۱۲ء میں ایف۔ اے کے امتحان میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ۱۹۱۳ء میں آپ نے دیال سنگھ کالج میں داخلہ لے لیا۔ آپ بچپن ہی سے خرابیٔ صحت کا شکار تھے۔ "لہٰذا ۱۹۱۳ء میں اپنی دائمی علالت اور اپنے بھائی چودھری فضل حق کی وفات کے باعث کالج کی تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ اور تعلیم ادھوری چھوڑ کر چار سال تک فارغ رہے"۔ (۲)

چودھری صاحب ۱۹۱۷ء میں پولیس سب انسپکٹر بھرتی ہو گئے اور صدر تھانہ لدھیانہ میں تعینات ہوئے۔ جنگ عظیم (۱۹۱۸ء۔ ۱۹۱۴ء) کے خاتمہ پر تحریک خلافت اپنے عروج پر تھی۔ سلطنت ترکی کے ساتھ انگریزوں کے شرمناک سلوک اور مظالم پر چودھری صاحب کا دل سرکاری ملازمت سے اچاٹ ہو گیا اور "۱۹۲۱ء میں چودھری صاحب نے اہل خاندان، اربابِ محکمہ اور دوسرے تمام خیر خواہوں کی نصیحت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا" (۳) ملازمت کے پھندے سے آزاد ہوتے ہی آپ آزادیٔ وطن کی تحریک میں شامل ہو گئے اور جلد ہی ایک قومی کارکن کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے۔ "تحریک ترکِ موالات جوبن پر تھی۔ اس ہنگامہ آرائی میں آپ نے دو سال تک بڑے جوش اور بہادری کے ساتھ حصہ لیا۔ سخت مخالفانہ تقاریر کیں۔ جس پر ۱۴، فروری ۱۹۲۲ء کو آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور چھے ماہ سزا ہوئی۔ (۴) جیل میں بھی آپ آرام سے نہ بیٹھے۔ بلکہ جیل خانوں کی اصلاح اور حکام کے ناروا سلوک کے خلاف آواز بلند کیے رکھی۔ آپ رہا ہوتے ہی دوبارہ قومی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے۔ بعد ازاں آپ لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ جہاں آپ نے پوری شدت کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ و حصول کے لئے آئینی جنگ لڑی۔ "آپ کی کونسل کی ممبری کا عرصہ ۱۹۲۳ء تا ۱۹۳۵ء

(بارہ سال) پر محیط ہے" (۵)

"چودھری صاحب نے دسمبر ۱۹۲۹ء کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ حسام الدین اور مولانا مظہر علی اظہر کے ساتھ مل کر مجلس احرار اسلام کے نام سے ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھی۔" (۶) مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے آپ تحریک آزادی کی خاطر تادم مرگ خدمات سرانجام دیتے رہے اور زندگی کے آٹھ قیمتی سال جیل کی نذر کئے۔ آپ اپنی فکری بصیرت اور تدبر کی بدولت "مفکر احرار" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ۸، جنوری ۱۹۴۲ء کو ۵۱ سال برس کی عمر میں انتقال ہوا اور لاہور کے میانی صاحب کے قبرستان میں پیوند خاک ہوئے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد پندرہ سے متجاوز ہے۔ جن میں زندگی، میرا افسانہ، آزادیٔ ہند، تاریخ احرار اور محبوب خدا، زیادہ مشہور ہیں۔

چودھری افضل حق اردو نثر میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ وطن کو فرنگیوں سے آزادی دلانے کے لئے چودھری صاحب کی عمر عزیز سیاست کی خارزار وادیوں میں آبلہ پائی کرتے ہوئے گزری۔ جب بھی وہ پس دیوار زنداں بھیجے گئے، انہوں نے وہاں شمشیر کا کام قلم سے لیا اور ان کے اکثر ادبی جواہر پارے جیل کی چار دیواری میں ہی رقم ہوئے، جن کی تب و تاب اور چکاچوند اب تک قائم و دائم ہے۔ افضل حق محض سیاسی لیڈر اور اخلاقی مصلح ہی نہ تھے بلکہ انہوں نے ادب و انشاء کے میدان میں بھی گہرے نقوش مرتب کیے جن کی بدولت وہ ادب کی دنیا میں امر ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ نصف صدی گزرنے کے باوجود بھی ان کے قارئین کے حلقے میں کمی کی بجائے حیرت انگیز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور ہر سال ان کی کتب کے کئی کئی ایڈیشن اشاعت پذیر ہوتے ہیں۔

سرسید احمد خان کی مساعی اور تحریک سے اردو کو ایک ایسا اسلوب نثر میسر ہوا جس میں عقلیت اور علمیت کا رنگ نمایاں تھا اور جس میں سادگی اور روانی سے کام لیا گیا تھا۔ الطاف حسین حالی نے اس اسلوب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا اور تمام زندگی اسی کے مناد اور مبلغ رہے مگر ڈپٹی نذیر احمد اور شبلی نعمانی نے سرسید کے اسلوب سے الگ راہیں تراشیں جن کی پیروی سر عبدالقادر، ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، مولوی عبدالحق اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے کی۔ لیکن ان کی نثر میں تخیل و جذبے کی فراوانی نظر آتی ہے جس نے اردو نثر کو رومانویت اور رنگینی بخشی۔ جو قاری کے دل کو موہ لیتی ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کے بقول:۔ "اسی اثر سے اردو میں ادب لطیف اور انشائے لطیف کی تحریک چلی اور اسی انداز نثر نے نیاز فتح پوری، سجاد انصاری، لطیف الدین احمد، آل احمد سرور، مولانا صلاح الدین احمد، باری علیگ اور چودھری افضل حق وغیرہ کی نثر کو پیدا کیا" (۷)

چودھری افضل حق نے رومانی تحریک کے زیر اثر اپنی تحریر کو رنگینیٔ بیان اور قلمی سحر کاری سے مرصع کیا۔ ان کا یہ طرز نگارش علمی و عقلی اور دقیق موضوعات میں بھی چھایا ہوا ہے۔ "اردو لٹریچر میں شاید ہی کوئی

موضوع ہو جس پر ان کے قلم نے گوہر افشانی نہیں کی۔ افسانہ، ناول، ڈرامہ، سیرت، شاعری، تاریخ، فلسفہ، سیاسیات اور اجتماعیات پر ان کی کتابیں دور حاضر کی بہترین تصانیف ہیں۔ ہر کتاب ادبی فن اور افادی لحاظ سے ادب میں خاص مقام رکھتی ہے"۔ (۸)

"خطوطِ افضل حق" چودھری صاحب کے ان مکاتیب پر مشتمل ہے جو انہوں نے اپنے بچوں کے نام راولپنڈی جیل سے لکھے تھے اور جو ان کی وفات کے بعد شائع ہوئے۔ ان کے سیاسی رفیق اور جیل کے ساتھی مولانا مظہر علی اظہر نے اس کا مقدمہ لکھا۔ مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ افضل حق کے جیل سے لکھے گئے تمام خطوط اس مجموعے میں شامل نہیں ہیں۔ کچھ خط ضائع ہو گئے یا پھر ان کا انتخاب شائع کیا گیا۔ جیسا کہ مظہر علی اظہر لکھتے ہیں کہ "مجھے ان دنوں چودھری افضل حق کے ساتھ جیل میں زندگی بسر کرنے کا شرف حاصل تھا۔ جب ان شائع ہونے والے خطوط میں سے اکثر لکھے گئے (۹) "خطوط افضل حق" میں شامل خطوط کی کل تعداد سولہ ہے۔ افضل حق نے ان خطوط میں بچوں کی ذہنی سطح اور ان کی دلچسپی کو مدنظر رکھ کر قلم اٹھایا ہے۔ جس کے لئے انہیں محنت شاقہ کرنی پڑی۔ مظہر علی اظہر کے بقول" مجھے خوب یاد ہے کہ چودھری صاحب خط لکھتے وقت اس مرتبہ محنت سے کام لیتے تھے۔ وہ ہر خط پر کافی وقت صرف کرتے تھے۔"(۱۰) جیل کی زندگی میں چونکہ افضل حق کی مخاطب سیاسی یا علمی شخصیات نہ تھیں بلکہ ننھے منے بچے تھے لہٰذا انہیں بچوں کے لئے لکھتے وقت دقت نظری سے کام لینا پڑتا تھا کیونکہ بچوں کے لئے لکھنا واقعتاً مشکل کام ہے اسی لئے وہ بچوں کو خط لکھتے وقت بعض اوقات "ایک دن سے بھی زیادہ وقت لگا دیتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ سارا دن خط لکھتے رہتے تھے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ خط کو ختم کر کے دوسرے کام پر توجہ دینا ضروری نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ خط کو ادھورا چھوڑ کر اور طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔" (۱۱)

جیل انچارج لالہ گیان چند چڈہ کا بیان ہے کہ...... "یوں تو سب لوگ خط لکھتے ہی رہتے ہیں لیکن جو خط چودھری صاحب لکھتے ہیں اس کی مثال کہیں نظر نہیں آتی۔ ان کے ہر خط کو پڑھنے میں مزہ آتا ہے" (۱۲) لالہ گیان چند تمام سیاسی قیدیوں کے خطوط حوالہ ڈاک کرنے سے پہلے پڑھتے تھے۔ اس لئے ان کی یہ رائے خاص وزن رکھتی ہے۔

جنگ عظیم دوم (۱۹۴۵ء۔ ۱۹۳۹ء) کے چھڑتے ہی مجلس احرار اسلام نے افضل حق کے اشارے اور ترغیب پر برطانیہ کو ہندوستان سے فوجی بھرتی دینے سے انکار کیا تھا اور باقاعدہ "تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ" چلائی۔ جس کے نتیجے میں "افضل حق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۹ء کو امرتسر سے گرفتار کر لیے گئے۔ ڈیڑھ سال قید سخت کی سزا سنائی گئی اور ۸، دسمبر ۱۹۳۹ء کو آپ کو راولپنڈی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔" (۱۳) جیل کی صبر آزما اور کٹھن زندگی انسان کو قنوطی بنا دیتی ہے لیکن افضل حق ایسا آزاد منش اور بہادر انسان جیل کے ویرانے کو بھی اپنی شگفتہ مزاجی سے گلزار بنانے کا ڈھنگ جانتا ہے۔ آپ نے پہلا

خط ۱۵، دسمبر ۱۹۳۹ء کو اپنے بیٹے کے نام لکھا۔ جس میں جیل کے مظالم اور مصائب کے تذکرے کی بجائے افضل حق ایک شفیق باپ اور زندہ دل دوست کی طرح ہنستے مسکراتے ہوئے بیٹے سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔ ''خدا کا فضل ہے۔ میں تندرست ہوں۔ تم سب سے زیادہ کھیلتا کودتا ہوں اور لکھتا پڑھتا ہوں۔ مگر ایک بات یاد رکھو۔ یہ جیل ہے یہاں ہر روز کاغذی گھوڑے دوڑانا مشکل ہے۔ خط نہ بھی آئے تو سمجھ لو ''سب اچھا ہے۔'' جیل میں جب تک کوئی فرار نہ ہو یا کوئی لڑائی بلوہ نہ ہو تب تک پہرے دار سب اچھا پکارتے رہتے ہیں۔ ہاں کوئی حادثہ ہو تو خطرے کی گھنٹی بجتی ہے اسی طرح جب میں خود خط لکھ کر بیماری کی اطلاع نہ دوں ''سب اچھا'' ہی سمجھا کرو''۔ (۱۴)

ان کی بیٹی معروف بی بی جسے بیماری کا وہم ہو گیا تھا، اس کی ہمت بندھاتے ہوئے جیل کے ایک قیدی کا حال اس درجہ ظریفانہ پیرائے میں بیان کرتے ہیں کہ اپنے باپ کی جدائی اور اس پر گزرنے والی تکالیف پر دل فگار ہونے کی بجائے، بے اختیار بیٹی کی طبیعت کھل اٹھے۔ یہ خط مزاح کی ایک عمدہ مثال ہے۔ یہاں افضل حق چپکے سے ورزش کی اہمیت کے تذکرے اور ترغیب دلانے سے بھی نہیں چوکتے۔ ''آج تمہاری بہن کا خط آیا کہ نہ تو تم ہنستی ہو، نہ کھیلتی ہو۔ ہر وقت لیٹی رہتی ہو۔ تمہیں بیماری کا وہم ہو گیا ہے۔ بیماری کا وہم بیماری سے بدتر ہوتا ہے۔ یہاں بھی ایک وہمی آئے ہوئے ہیں۔ ان کو جیل میں ماں یاد آتی ہے۔ نبض پر ہاتھ رکھ کر لیٹے رہتے تھے۔ کہا گیا کہ اٹھو، کھیلو کودو تو کہہ دیتے تھے میں بیمار ہوں، ہلکا ہلکا بخار ہے، زیادہ زیادہ دل دھڑکتا ہے۔ جس طرح گھر میں ایک بیمار ہو تو اس کی وجہ سے گھر بھر پریشان رہتا ہے، اس طرح اس نئے قیدی نے ہمارا آرام حرام کر دیا۔ جب دیکھو پڑے ہیں۔ جب پوچھو بیمار ہیں۔ آخر بڑے بیٹھے بن کے پوچھا تو پتہ لگا کہ بیچارے کو ماں یاد آتی ہے۔ پھر تو سب نے اسے آڑے ہاتھوں لپٹا کہ بھئی تمہاری ماں کی یاد نے ہمیں نانی یاد کرا دی۔ اگر تم ماں کو ایک نبض پکڑ کر لیٹے لیٹے یاد کرو گے تو یاد رکھو ہم اسی طرح تمہارے پاس ہی لیٹ کر نانی کو یاد کر کے اونچے اونچے روئیں گے۔ کوئی جیل کا ملازم رونے کی وجہ پوچھنے آیا تو کہہ دیں گے کہ ان کو ماں یاد آتی ہے، ہم کو نانی یاد آتی ہے۔ یہ سن کر وہ شرمندہ سا ہو کر اٹھ بیٹھا...... کچھ تو ہر وقت کی چھیڑ چھاڑ سے شرمندہ ہو گیا، کیونکہ کوئی نہ کوئی رونی سی صورت بنا کر کہتا کہ مجھے نانی یاد آتی ہے، اور کچھ عقل بھی درست ہو گئی.....اب خدا کا فضل ہو گیا ہے اور اسے ماں بھی یاد نہیں آتی اور ورزش کی عادت بھی ہو گئی ہے۔ بیس روز میں صحت اور کی اور بن گئی ہے''۔ (۱۵)

قید کے دوران عید کا تہوار آیا تو بچوں نے آپ کے نام خط لکھے۔ پردیس میں عید اپنوں سے جدائی پر خون کے آنسو رلاتی ہے اور پھر جیل کے شب و روز تو دل زار پر مزید قیامت ڈھاتے ہیں، جس کا معمولی سا ذکر افضل حق کے جوابی خط کی ابتدا میں آیا ہے لیکن وہ فوراً سنبھل کر بچوں کا دھیان ان کے خط کی جانب دلا

دیتے ہیں۔ "تم سب بچوں کا خط عید کے روز آیا۔ جیل میں عید عاشور کی طرح ہوتی ہے۔ دنیا کالی نظر آتی ہے۔ تمہارے خط ملتے ہی سچ مچ کی عید ہو گئی۔ یوں معلوم ہوا کہ بادل چھٹ گئے اور سورج نکل آیا۔ جس سے دل کی دنیا روشن ہو گئی" (۱۶)

افضل حق کا کوئی خط پندونصائح سے خالی نہیں۔ وہ ہر خط میں بچوں کو کسی نہ کسی طرح غیر محسوس انداز میں نصیحت کر جاتے ہیں۔ لیکن کوشش یہی کرتے ہیں کہ نصیحت، وعظ کی طرح بچوں پر گراں نہ گزرے۔ جب انہیں محسوس ہوا کہ وہ پہلے خط میں ضرورت سے زیادہ ناصح بن گئے تھے تو انہوں نے اگلے خط میں اس کی تلافی کر دی، لیکن اس تلافی میں بھی بچوں کے لئے سبق موجود ہے۔ افضل حق نے اس خط میں گلدستہ کے پھولوں کو بچوں کی مانند خیال کیا اور مکالماتی انداز میں اس سے گفتگو بھی کی۔ "پچھلی دفعہ جو خط لکھا تو خیال آیا کہ سگھڑ بی بی کی طرح سب کو نصیحت کرتا ہوں، لیکن خود بے عمل ہوں۔ ہمیشہ نوجوان ساتھی بستر صاف کر دیتے اور میز پر کتابیں اور گلدستہ سجا دیتے۔ میں صرف شکریہ ادا کر دیتا۔ اب ایک ماہ سے خود ہی یہ کام کرتا ہوں۔ جو کام عمر بھر نہ کیا ہو گراں گزرتا ہے۔ مگر کام تو کرنے سے ہوتا ہے۔ بن محنت تو نوالہ منہ میں نہیں جاتا۔ تمہیں نصیحت کرنے کا یہ پھل مجھے ملا کہ عمر بھر کی کاہلی اور سستی کو چھوڑ کر اپنا کام خود کرنے لگا ہوں۔ بستر خود بچھاتا ہوں اور تازہ پھول گلدان میں خود لگاتا ہوں۔ یہ موسم بہار کے خوشنما پھول بھی ہنستے کھیلتے بچے ہیں۔ انہیں دیکھ کر دل باغ باغ ہوتا ہے۔ اس تنہائی میں ان رنگ رنگ کے پھولوں پر نظر ڈالو تو یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے بلقیس، معروف، شمس، ضیاء اور بادشاہ، نجمہ کی شرارتوں پر ہنس رہے ہیں۔ گلدستے کے پھولوں نے مجھے خط لکھتے دیکھ کر کہا۔ "کیوں جی بچوں کو خط لکھنے لگے ہو۔ میں نے کہا، بے شک۔ وہ بولے، تو بہتر صاحب! ہمارا سلام پیغام بھی انہیں پہنچا دو اور یوں لکھو کہ بھائیو اور بہنو! پھولوں کی طرح خوش خوش اور صاف ستھرے رہو" (۷)

مرزا غالب نے لکھا تھا کہ: "اس تنہائی میں صرف خطوں کے سہارے پر جیتا ہوں" لیکن غالب کی یہ تنہائی آزاد دنیا کی خود ساختہ تنہائی تھی۔ افضل حق تو اسیر فرنگ تھے۔ ان کی مثال اس پرندے کی سی تھی جس کے پر کاٹ دیئے گئے ہوں اور پنجرے میں دانہ پانی ڈال کر بند کر دیا گیا ہو۔ پندرہ دن میں ایک خط لکھنے کی اجازت اور اس پر بھی سنسر کی قینچی رواں رہتی تھی۔ جیل کا باسی تو واقعتاً خطوں کے سہارے پر جیتا ہے۔ اسی لئے افضل حق بچوں کو خط نہ لکھنے پر تنبیہ کرتے ہیں کہ...... "بھئی میں تو جیل میں ہوں۔ اس لئے خط لکھنے پر پابندی ہے۔ مگر تم آزاد ہو اور خط کی رسید نہیں دیتے"۔ (۱۸) ایک اور خط میں خط نہ لکھنے پر ہلکی سی سرزنش کرتے ہیں...... "تمہارا خط ہمیشہ انتظار کے بعد آتا ہے۔ کئی دن راہ دیکھنا پڑتی ہے۔ تب کہیں عید کا چاند چڑھتا ہے۔ ورنہ ہر روز میری حالت اس بچے کی طرح ہوتی ہے جو رمضان ختم ہونے کی امید میں آسمان کے مغربی کنارے کی طرف سرِ شام نظر جمائے رہتا ہے۔ اور اندھیرا چھا جانے کے بعد مایوس ہو کر

چھت سے اتر آتا ہے۔" (۱۹)

افضل حق چھوٹے چھوٹے فقروں سے کام لیتے ہیں۔ طویل جملے اور عبارات ان کے ہاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ وہ اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ فقروں کی طوالت اپنا مفہوم کھودیتی ہے۔ چھوٹے جملوں میں پورا پیغام پہنچانا بھی ایک مشکل کام ہے۔ لیکن افضل حق نے اس مشکل کو آسان بنا دیا ہے۔ وہ جملے کی خوبصورتی کو متاثر کیے بغیر اپنی بات قاری تک پہنچا دیتے ہیں۔ ایجاز و اختصار کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

"ان دنوں میرا رات دن کا پروگرام سن لو۔ رات کو دس بجے سو جاتا ہوں۔ صبح پانچ بجے اٹھتا ہوں۔ نئی کتاب کا مضمون لکھتا ہوں۔ ساڑھے چھے بجے کے قریب نماز پڑھتا ہوں۔ پھر ضروریات سے فارغ ہو کر ہلکی ہلکی ورزش کرتا ہوں۔ اتنے میں آٹھ بج جاتے ہیں۔ چائے تیار ہوتی ہے۔ پیٹ پوجا کر کے پھر لکھنے بیٹھ جاتا ہوں۔ ساڑھے گیارہ بجے تک خوب لکھتا پڑھتا ہوں۔ پھر ظہر کی نماز پڑھ کر دو بجے سے چار بجے تک انگریزی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ چار بجے عصر کی نماز پڑھ کر چائے پیتا ہوں۔ پھر ہلکی سی ورزش کرتا ہوں۔ کچھ وقت دوسرے قیدیوں کے ساتھ خوش گپیوں میں گزر جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" (۲۰)

"جو آج لکھنے سے کتراتا ہے۔ وہ کل پڑھنے سے بھی گھبرائے گا۔ آخر مدرسہ چھوڑ آئے گا۔ بچے وہی ہونہار ہوتے ہیں جو پڑھنے کے ساتھ لکھنے کا شوق بھی رکھیں۔ لکھنے کے بغیر لیاقت نہیں آتی۔ زبانی پڑھائی لکھے بغیر ادھوری رہتی ہے" (۲۱)

عبارت آرائی اور مقفیٰ و مسجع زبان کا استعمال ہمارے کلاسیکی ادب میں عام رہا ہے۔ مگر افضل حق نے اپنی دیگر تصانیف میں بالعموم اور ان خطوط میں بالخصوص رواں اور سادہ اردو نثر سے کام لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خطوط میں لفظی صنعت گری کی بجائے بے ساختہ انداز اور فطری رنگ موجود ہے۔ لیکن اس بے ساختگی اور سادگی میں بھی پرکاری ہے۔ جو عامیانہ پن اور بے کیفی سے یکسر خالی مگر سہل ممتنع کا نمونہ ہے۔

"بھئی شمس الحق تمہاری شکایت آئی تھی۔ اچھا ہوا کہ تم نے اپنی غلطی مان لی اور آئندہ سے احتیاط کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اچھے بچے اسی طرح کرتے ہیں۔ ہمیشہ اچھی اچھی باتیں اور عادتیں سیکھو۔ ہر کام وقت پر کرو۔ مدرسہ میں بھی دھیان دے کر پڑھو اور گھر آ کر بھی محنت کرو۔ تم تو ہوشیار طالب علم تھے۔ غفلت کر کے نالائق لڑکوں میں شامل ہونے کی کوشش نہ کرو۔ جو لڑکا پڑھنے میں نالائق ہوتا ہے، اس کی صحت بھی خراب ہو جاتی ہے کیونکہ ہر وقت، ہر طرف سے لعنت اور ملامت ہوتی ہے اور وہ ہر وقت غمگین اور ڈرا ڈرا سا رہتا ہے۔" (۲۲)

افضل حق کو مناظر کی تصویر کشی میں خاص ملکہ حاصل ہے۔ وہ جو منظر دکھانا چاہتے ہیں، اپنے سحر کار قلم سے اس کی تصویر لفظوں میں کھینچ کر رکھ دیتے ہیں۔ بچے فطرتاً متجسس طبع ہوتے ہیں۔ ان کے تحیر و

تجسس کا سامان وہ الفاظ کی متحرک تصویروں سے کرتے ہیں تو معصوم بچے قیدی باپ کے مصائب و آلام کو کچھ لمحوں کے لیے بھول کر ان مناظر کی رنگینیوں میں گم ہو جاتے ہیں جو افضل حق کی کامیاب شعوری کوشش ہے۔ پھولوں کے ایک گلدستہ کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پھولوں کا خوبصورت گلدستہ میز پر موجود ہے۔ کیسا ترو تازہ کیا خوبصورت، واہ! واہ! سبز پتوں میں پھولوں کو اس خوبصورتی سے سجایا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ ننھے خوبصورت بچے سبز پردوں میں جھانک رہے ہیں۔ اودے، کاسنی، سرخ رنگ کے پھول گلدستے میں لگے، اچھی صحت کے صاف ستھرے بچوں کی طرح مسکراتے ہیں۔ دل کی دنیا پر رنگ برستا ہے"۔ (۲۳)...... صبح کی آمد کا منظر اس طرح پیش کرتے ہیں۔

"صبح سویرے اٹھو، دیکھو، قدرت اندھیرے سے اجالا کیونکر پیدا کرتی ہے۔ آسمان کی چھت پر جو ستاروں کی روشن قندیلیں لٹک رہی تھیں وہ خود بخود بجھی جا رہی ہیں۔ بیمار بھی بیماری بھول کر ایسے وقت مسکرانے لگتے ہیں۔ صبح کا وقت سب سے پیارا وقت ہے۔ بھینی بھینی خوشبوؤں سے لدی ہوئی نرم نرم ہوائیں جنت سے خدا کی محبت کا پیغام لے کر بچوں کو سنانے آتی ہیں اور کہتی ہیں لو بچو! اٹھو! ہاتھ منہ دھوؤ۔ خدا تم کو یاد کرتا ہے۔ تم اس کو یاد کرو۔ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں، وہ ان کو نہیں بھولتا۔ ہمیشہ برائیوں سے بچاتا ہے۔" (۲۴)

افضل حق بچوں کو حد سے زیادہ لاڈ کرنے کی بجائے، انہیں سخت کوش اور صحت مند بنانا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے "لاڈ اور چونچلوں سے مہین اور نازک نسل پیدا ہو گی۔ گود سوار بچہ شہسوار کیا بنے گا۔ وہ بچہ جوان ہو کر بھی اپنے کندھے پر دنیا کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔" (۲۵)

افضل حق بچوں کو تندرستی کے فوائد و ثمرات سے آگاہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "جان سے عزیز بچو! عمدہ صحت ساری بھلائی کی جڑ ہے۔ میں تعلیم سے بھی زیادہ صحت کو ضروری سمجھتا ہوں۔ جس بچے کی صحت اچھی ہو، وہ خوبصورت پھول نظر آتا ہے۔ معمولی کپڑے بھی پہنے تو بھی دل کو بھاتا ہے اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ جس بچے کی صحت اچھی نہ ہو، وہ عمدہ لباس میں بھی سوکھا کانٹا دکھائی دیتا ہے۔" (۲۶)

"خطوط افضل حق" میں صحت کے بعد تعلیم پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ افضل حق تعلیم کو انسانیت کا زیور گردانتے ہیں۔ ان کے نزدیک...... "پاکیزہ تعلیم سے پاکیزہ خیالات پیدا ہوتے ہی جیسے شمع روشن سے ضیائے نور نکلتی ہے۔" (۲۷) بچوں کی تعلیم کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں...... "جو بچے بچپن میں خوب پڑھتے اور علم و ہنر حاصل کرتے ہیں، وہ بڑے ہو کر عزت و آرام پاتے ہیں۔ جو بچپن میں بے پروائی کریں، وہ عمر بھر اپنے نصیبے کو روتے ہیں۔ کبھی ماں باپ کو گالی دیتے ہیں، کبھی ماتھا کوٹتے ہیں۔ بچپن کی بے فکری کا زمانہ لوٹ کر نہیں آتا۔ جو اس زمانے میں پڑھا جاتا ہے وہ عمر بھی نہیں بھولتا۔" (۲۸)

صحت اور تعلیم کے بعد خدمت خلق "خطوط افضل حق" کا اہم موضوع ہے۔ افضل حق کی ساری زندگی

خلق خدا کی خدمت میں بسر ہوئی اور وہ بچوں کی تربیت کی بنیاد بھی خدمت خلق کے سنہری اصولوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ایک دوسرے سے ہمدردی کے جذبات دلوں میں جاگزیں نہیں ہوتے، قومیں اوجِ ثریا سے ہمکنار نہیں ہو سکتیں۔ خود غرضی، نااتفاقی اور نفرت و نفاق کے خاتمے کا حل ان کے نزدیک خدمت خلق میں پوشیدہ ہے۔ افضل حق نے اس اہم اخلاقی مسئلے کو بھی کتنی عمدگی سے صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا ہے ملاحظہ کریں۔ "بچپن میں ہی یہ خیال رکھو کہ ہم تعلیم اس لئے حاصل کر رہے ہیں کہ بڑے ہو کر اہل دنیا کی اچھی طرح خدمت کر سکیں گے۔ اچھی صحت قائم رکھنے کا بھی یہی مطلب ہونا چاہیے کہ بیماری کی تکلیف سے خود بھی بچیں اور دنیا میں بسنے والے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔ جس ملک اور قوم میں دوسروں کی خدمت کا خیال زیادہ ہوتا ہے، وہی ملک اور قوم ترقی کرتے ہیں، اور جس ملک کے نوجوان اپنی غرض اور فائدے کے لئے دوسروں کو قربان کردیں وہ ملک اور قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ثابت ہوتے ہیں"۔ (۲۹)

علاوہ ازیں "خطوط افضل حق" میں قوت ارادی، صبح کی سیر، صفائی، زبان کی شیرینی، عبادات کی ادائیگی، غصہ پر قابو، خوشخطی و املاء، ذات پات سے نفرت اور انشاء و ادب ایسے گوناں گوں موضوعات پر افضل حق نے اپنے منفرد اسلوب بیان کے ذریعے خوبصورت لفظوں میں میناکاری کی ہے۔ "خطوط افضل حق" پندو نصائح اور وعظ و نصیحت کا مجموعہ نہیں کہ انہیں اخلاقیات کی کتاب سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے بلکہ ان میں ادب کی چاشنی، زبان کی نفاست، مؤثر طرز بیان، سلاست و روانی اور جدت و اختراع بدرجہ اتم موجود ہے، جس کے ذریعے قوم کے نونہالوں کو درس زندگی دیا گیا ہے۔ ان خصوصیات کی بناء پر "خطوطِ افضل حق" اپنے ہمعصر ادبی شہ پاروں میں ممتاز و منفرد ٹھہرتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) شمیم منیر: "تحقیقی مقالہ" چودھری افضل حق" پنجاب یونیورسٹی لاہور ص ۱۸۲ (۲) ابو یوسف قاسمی: "سوانح مفکر احرار چودھری افضل حق" ص ۴۵۹، ۴۵۸۔ ناشر مکتبہ بساط ادب لاہور سن اشاعت ۱۹۹۱ء۔ (۳) سید ابوذر بخاری: مقدمہ "تاریخ احرار" مصنفہ افضل حق۔ ص ۱۲ ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام لاہور۔ سن اشاعت مارچ ۱۹۶۸ء۔ (۴) سید ابوذر بخاری: مقدمہ "تاریخ احرار" مصنفہ افضل حق۔ ص ۲۳۔ ۲۲ ناشر مکتبہ مجلس احرار اسلام لاہور۔ سن اشاعت مارچ ۱۹۶۸ء۔ (۵) روزنامہ "آزاد" لاہور "افضل حق نمبر"۔ ۳، فروری ۱۹۵۷۔ (۶) محمد عباس نجمی۔ مقدمہ "میرا افسانہ" مصنف افضل حق۔ ص ۲۵۔ ناشر افضل حق میموریل سوسائٹی لاہور۔ ۱۹۹۱ء (۷) ڈاکٹر عبادت بریلوی "اقبال کی اردو نثر" ص ۵۲ ناشر مجلس ترقی ادب لاہور۔ سن اشاعت نومبر ۱۹۷۷ء، (۸) عبدالرحمن اصلاحی۔ روزنامہ "آزاد" لاہورر۔ ۳ جنوری ۱۹۵۷ء (۹) مظہر علی اظہر۔ دیباچہ "خطوط افضل حق" از افضل حق۔ ص الف، ناشر زمزم بک ایجنسی

لاہور۔ سن ندارد (۱۰)، (۱۱)، (۱۲) ایضاً (۱۳) جانباز مرزا "کاروانِ احرار" جلد چہارم۔ ص ۲۴۸۔ ناشر مکتبہ تبصرہ لاہور۔ سن اشاعت نومبر ۱۹۷۹ء (۱۴) افضل حق "خطوط افضل حق" ص۔ ۱ (۱۵) ایضاً (۱۶) ایضاً (۱۷) ایضاً (۱۸) ایضاً (۱۹) ایضاً (۲۰) ایضاً (۲۱) ایضاً (۲۲) ایضاً (۲۳) ایضاً (۲۴) ایضاً (۲۵) افضل حق "شعور" ص۔ ۸۲ ناشر بخاری اکیڈمی ملتان۔ سن اشاعت جون ۱۹۹۱ء (۲۶) افضل حق "خطوط افضل حق" ص۔ ۱۵، ۱۴۴ (۲۷) افضل حق "جواہرات" ۔ ص۔ ۵۱ ناشر قومی کتب خانہ لاہور ۔سن اشاعت جون ۱۹۷۵ء (۲۸) افضل حق "خطوط افضل حق" ص۔۸،۷ (۲۹) ایضاً ص۔ ۳۰

تصانیف مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

جو کتابیں مسلسل چھپ رہی ہیں، دستیاب ہیں:

(۱) زندگی (۲) محبوبِ خدا (۳) جواہرات
(۴) دینِ اسلام (۵) میرا افسانہ (۲ جلد)
(۶) دنیا میں دوزخ...... ("میرا افسانہ" میں شامل ہے)
(۷) آزادیٔ ہند (۸) تاریخِ احرار

یکجا شائع کی گئی کتب:

(۹) شعور (ڈرامہ) (۱۰) دیہاتی رومان (۱۱) معشوقۂ پنجاب
(بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم ملتان سے بعنوان "شعور" ۱۹۹۱ء میں یکجا اشاعت ہوئی)

جو کتابیں صرف ایک یا دو بار شائع ہوئیں:

(۱۲) فتنۂ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں (۱۳) Pakistan and Untouchability
(۱۴) پاکستان اور اچھوت (انگریزی سے ترجمہ......از، اکرام قمر) (۱۵) خطوطِ افضل حق
(۱۶) اسلام میں امراء کا وجود نہیں

جن کتابوں کا صرف نام موجود ہے، کتابیں موجود نہیں ہیں:

(۱۷) بوڑھا کسان (۱۸) آئینۂ پنجاب

غیر مدون تحریریں، تقریریں:

مجلس احرار اسلام کی کانفرنسوں میں پڑھے گئے خطبات، سیاسی اور اخباری ضرورتوں کے تحت لکھے گئے بیانات و مقالات اور صوبائی مجلس قانون ساز میں تقاریر اور سوالات و جوابات!

بریگیڈیر (ر) شمس الحق قاضی

سی ٹی بی ٹی اور متفقہ قومی موقف

زباں کچھ اور، بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

ہمارے بعض بھائیوں کے دلوں میں جو خوش فہمیاں پرورش پا رہی ہیں اس سلسلے میں ہم عرض کریں گے کہ سی ٹی بی ٹی اتنا معصوم اور بے ضرر معاملہ نہ سمجھا جائے کہ اس نے سطحی طور پر صرف نظر کیا جائے۔ چار ایٹمی معاہدوں میں سے سی ٹی بی ٹی سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ سب کے سب ایٹمی اور میزائلی صلاحیت کو صرف "اپنوں" تک محدود رکھنے کے لئے ان کی موجودہ صورت میں صدر کلنٹن نے یہودی دباؤ کے تحت پیش کئے ہیں۔ پہلا ایٹمی معاہدہ این پی ٹی ایٹمی صلاحیت کی ٹرانسفر روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کی میعاد ۲۵ سال رکھی گئی تھی لیکن ۱۹۹۵ء میں صدر کلنٹن نے اسے دوامی معاہدہ بنا دیا۔ پاکستان اور انڈیا کے حالیہ دھماکوں کے بعد این پی ٹی اب اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب امریکہ نے سی ٹی بی ٹی کے لئے پاکستان پر دباؤ بڑھا دیا ہے۔ واضح رہے کہ اس سلسلہ میں امریکہ پاکستان کے ساتھ انڈیا کا نام صرف "ضرورت شعری" کے طور پر لیتا ہے ورنہ امریکہ یا اس کے حلیف مغربی ممالک کو انڈیا کے ایٹم بم پر نہ پہلے کوئی اعتراض تھا اور نہ اب ہے، کیونکہ اس کی تیاری کے لئے امریکہ خود ہی انڈیا کو سپر کمپیوٹر اور دوسرے کل پرزے دیتا رہا ہے اور اسی طرح کینیڈا بھی انڈیا کو ہیوی واٹر سپلائی کرتا رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ کو کسی غیر اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت پر کوئی اعتراض نہیں رہا۔ لیکن پہلے عراق اور اب پاکستان اور ایران کی ایٹمی صلاحیت کے خلاف امریکہ کا رویہ انتہائی جارحانہ ہے اور پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے لیے ستمبر ۹۹ء تک میعاد دی گئی ہے۔ ایک مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ اعمال کو نیتوں سے پرکھنا چاہیے چنانچہ امریکہ بہادر جو پاکستان پر سی ٹی بی ٹی کے لیے زبردست دباؤ ڈال رہا ہے تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس معاملہ میں امریکہ کی نیت کیا ہے۔ اس کے لئے ہمیں ایٹمی ہتھیاروں اور میزائلوں کی ہسٹری کو کھنگالنا پڑے گا۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنی، برطانیہ اور امریکہ میں ایٹمی ہتھیاروں اور راکٹوں یا میزائلوں پر کام ہو رہا ہے۔ چنانچہ جرمنی نے میزائلوں کی دوڑ جیت لی اور وی-۱ اور وی-۲ قسم کی میزائلیں برطانیہ پر برسانی شروع کر دیں، دوسری طرف امریکہ نے جنگ کے اواخر میں ایٹم بم تیار کر لیے اور تجربہ کے لئے ہیروشیما اور ناکاساگی پر دو بم ایسے وقت میں داغ دیئے جب کہ جاپان پہلے سے ہی سرنڈر کے لیے تیار تھا اور بات چیت کر رہا تھا۔ چنانچہ امریکہ نے خود تو لاکھوں بے گناہ انسانوں کے قتل سے ایٹم بم کا تجرباتی دھماکہ کیا اور ہمارے لئے زیر زمین بے ضرر تجرباتی دھماکوں پر بھی قدغن لگا رہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اس کے لئے ہمیں موجودہ میزائلوں کی تاریخ دیکھنی پڑے گی۔ جنگ عظیم دوم کے بعد میزائل بنانے والے جرمن سائنس دانوں کی طلب شروع ہوئی۔ چنانچہ ڈاکٹر فان بران کے گروپ کو امریکہ نے حاصل کر لیا۔ جس نے بعد میں امریکہ کو چاند پر پہنچنے والے راکٹ مہیا کر دیئے۔ دوسرے بہت سارے جرمن ماہرین کو روس ماسکو لے گیا جنہوں نے روس کا پہلا مصنوعی خلائی سیارہ سپٹنک بنا کر دیا۔ بعد میں کچھ بچے کھچے جرمن ماہرین مصر کے صدر ناصر نے بھی حاصل کر لئے۔ چنانچہ اسی طرح مصر میں بھی ۵۰ء کی دہائی میں میزائل سازی کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔ اب امریکہ کو روس کی میزائل سازی پر تو کوئی اعتراض نہ تھا لیکن اس نے سی ٹی بی ٹی کی طرح مصر کی میزائل سازی کے خلاف بھی سازشیں شروع کر دیں۔ لیکن جب مصر نے کسی دباؤ کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا تو امریکی ایجنٹوں نے جرمن ماہرین کے اہل خاندان کو جرمنی میں ہراساں کرنا شروع کر دیا چنانچہ ماہرین اپنے اہل خاندان کو ملنے والی موت کی دھمکیوں سے مجبور ہو کر مصر چھوڑ گئے۔ اس کے بعد امریکہ لگاتار اسی کوشش میں رہا کہ عالم اسلام میزائلی اور ایٹمی ٹیکنالوجی نہ حاصل کر سکے۔ چنانچہ عربوں کے خرید کردہ ایٹمی ری ایکٹر کو فرانس کی بندرگاہ میں ترسیل کے وقت تباہ کر دیا گیا۔ عربوں کے چوٹی کے ایٹمی سائنس دان کو جو عراق میں ایٹمی تنصیبات کا سربراہ تھا، پیرس کے ایک ہوٹل میں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں عراقی ایٹمی تنصیبات کو ہوائی حملہ سے تباہ کر دیا گیا اور ہمارے کہوٹہ پر بھی بھارت سے مل کر نگاہ رکھی گئی۔ فرانس سے خرید کردہ ایٹمی ری ایکٹر کی ترسیل رکوا دی۔ دوسری طرف سویت یونین کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد جو روسی ایٹمی اور میزائلی ماہرین اور سائنسدان بیکار ہو گئے تھے ان کو اسلامی ملکوں میں جانے سے روکنے کے لئے گھر بیٹھے تمام سابقہ تنخواہیں اور مراعات براہ راست امریکہ نے دینے کا انتظام کیا۔ امریکہ نے یوکرائن وغیرہ سابق روسی ریاستوں کو بیس ارب ڈالر ادا کر کے ان کے پاس سوویت یونین کے وقت کا ذخیرہ کردہ ایٹمی مواد اور ہتھیار جو وہاں پر موجود تھے ماسکو واپس کروایا۔ اب شمالی کوریا سے سارا جمع شدہ ایٹمی مواد خریدنے یا تباہ کرنے کی تگ و دو ہو رہی ہے اور یہ سب جتن محض اس لئے کئے جا رہے ہیں کہ کہیں ایٹم بم بنانے والا یہ مواد اور ایٹم لے جانے والے میزائل کسی اسلامی ملک کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔

اتنی ڈھیر ساری رکاوٹوں کے باوجود پاکستان ایٹم بم اور غوری قسم کی میزائل بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے تو یہ بات نہ صرف ہمارے مایہ ناز ایٹمی اور میزائلی سائنس دانوں اور ماہرین کی دلی لگن اور انتھک محنتوں کا ثمر ہے بلکہ یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کا مظہر ہے۔ کیا ہم اتنی ناشکری قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس خاص انعام کو اپنے ہی ہاتھوں برباد کر دیں گے۔ چنانچہ جب بھارتی دھماکوں کے بعد امریکہ نے دیکھا کہ پاکستان اپنا ایٹمی مواد چاغی کی ٹیسٹ گراؤنڈ میں پہنچا رہا ہے تو وہی امریکہ صدر جو ہمارے حکمرانوں کو جھروکہ سے دیدار دینے کے لئے بھی تیار نہ تھا، اس نے چوبیس گھنٹوں میں چھ چھ بار ہمارے وزیراعظم کو فون کیا اور دھماکہ نہ کرنے کے لئے دنیا بھر کی نعمتوں کی پیشکش کرتے رہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ

سی ٹی بی ٹی کوئی بہت ہی بڑا طوفانی معاملہ ہے۔ لیکن دوسری طرف ہمارے سائنس دانوں سے اور بعض سرکاری دانشوروں سے بھی کہلایا جارہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں سے ہماری ایٹمی تنصیبات، ٹیکنالوجی پیش رفت اور صلاحیت کو نہ کوئی خطرہ ہے اور نہ اسے مزید ترقی دینے میں کوئی رکاوٹ ہوگی۔

امریکی رسالہ ٹائم میں شائع شدہ حالیہ انٹرویو میں بھارتی ایٹم بم کے سربراہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالکلام کو سی ٹی بی ٹی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سیاسی معاملہ ہے اور یہ ہم سائنس دانوں اور ماہرین کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ اسی لئے یہاں پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہمارے سائنس دانوں سے تو یہ کہلوایا جارہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس سے کہوٹہ لیبارٹری کی انسپکشن نہیں کی جاسکتی لیکن اگر یہ اتنا ہی معصوم سا معاملہ ہے تو اس سے امریکہ کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھ رہے ہیں ۔ جبکہ امریکہ اور اس کے حلیف ممالک ہمارے بارہ میں ہر نیک کام کو سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں سے کیوں مشروط کررہے ہیں۔ چنانچہ جب ہم سی ٹی بی ٹی کے تقریباً ایک سو صفحوں پر محیط متن کو دیکھتے ہیں تو معاملہ کچھ اور لگتا ہے اور اس پر ہمیں مولانا محمد علی جوہر کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

مجھے انکار وصل غیر پہ کچھ شک نہیں لیکن
زباں کچھ اور بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

اگر بات صرف دھماکہ کی ممانعت تک محدود ہوتی تو اس کے لئے تو آدھے صفحہ کی یہ تحریر ہی کافی ہوتی کہ "زیردستخطی آئندہ دھماکہ نہ کرنے کا عہد کرتا ہے"۔ اور اگر محض یہی دیکھنا مقصود ہوتا کہ دھماکہ کیا گیا ہے یا نہیں تو صرف چاغی پہاڑی کے دو چار مربع کلو میٹر علاقہ کا ایک آدھ روز معائنہ ہی کرتا۔ لیکن جب سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے والا ملک اس بات کا پابند ہوگا کہ نہ صرف وہ دھماکہ نہ کرے گا بلکہ کوئی ایسا اقدام بھی نہ کرے گا جس سے دھماکہ کرنے کی حوصلہ افزائی یا ارادہ معلوم ہو اور اسی شق کے ضمن میں "گراونڈ انسپکشن" کو ایک ہزار مربع کلو میٹر پر محیط کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس محیط میں لیبارٹریاں بھی آتی ہیں۔ دھماکہ کرنے کے بعد والی تصدیق کے لئے تو دو چار مربع کلو میٹر کی چاغی پہاڑی کی انسپکشن کافی ہے اور پھر معاہدہ کے مطابق تو یہ انسپکشن ۱۳۰ دن تک جاری رہ سکتی ہے لیکن عراق کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یو این او کی ہدایت پر معائنے کے سلسلے میں ایک اور لامتناہی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سب کا مطلب ہماری ایٹمی صلاحیت کو بالکل ختم کرنا ہوگا۔ چنانچہ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت کسی بھی معاملہ کے ساتھ مشروط کرنا مناسب نہیں۔ یعنی نہ قرضوں کے ساتھ نہ ڈالروں کے ساتھ نہ مسئلہ کشمیر کے ساتھ اور نہ ہی اس بات کے ساتھ کہ بھارت دستخط کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ ہمیں سی ٹی بی ٹی پر صرف اس وقت دستخط کرنے چاہئیں

بقیہ ص ۱۴ پر

- امریکہ اور یورپ انسانی حقوق کے سب سے بڑے دشمن ہیں
- حکومت شریعت نافذ ہی نہیں کرنا چاہتی (سید عطاء المہیمن بخاری)
- نواز شریف، گستاخِ رسول سٹیٹر کا نام چھپانے کی بجائے

مدعی بن کر خود مقدمہ درج کرائیں (عبداللطیف خالد چیمہ)

چیچہ وطنی (م ش ن) ۲۶ نومبر کو مدرسہ جامع مسجد نور ساہیوال کے مدرس قاری عتیق الرحمان رحیمی نے دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد اور ہاؤسنگ سکیم میں درجہ حفظ کے طلباء کا سالانہ امتحان لیا اور تعلیم و تربیت پر اطمینان کا اظہار کیا۔

۲۷، نومبر کو ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم کے درجہ ناظرہ کے طلباء و طالبات کا امتحان لیا۔

۳۰، نومبر اور یکم دسمبر کو مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشرواشاعت جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے راولپنڈی میں جماعت کے صدر ڈاکٹر جمال الدین محمد انور اور ناظم فیض الحسن فیضی ایڈووکیٹ سے ملاقات کی اور تنظیمی امور کا جائزہ لیا جب کہ ۲، دسمبر کو اسلام آباد میں حضرت مولانا محمد عبداللہ شہید کی تعزیت کے لئے مولانا شہید کے صاحبزادے مولانا عبدالعزیز سے ملاقات کی اور قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری اور دیگر رہنماؤں کی جانب سے اظہار تعزیت کیا۔ دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے صدر مدرس قاری محمد قاسم بھی خالد چیمہ کے رفیق سفر تھے۔

۷ اور ۸، دسمبر کی درمیانی رات پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے دوران سفر احرار کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ کے ہاں چیچہ وطنی میں قیام کیا اور شریعت بل، ربوہ کے نام کی تبدیلی کے علاوہ تحریک تحفظ ختم نبوت سمیت اہم امور پر گفتگو ہوئی ۸، دسمبر کو مولانا زاہد الراشدی جدید مرکز احرار دارالعلوم ختم نبوت ہاؤسنگ سکیم اور مرکزی مسجد عثمانیہ تشریف لائے اور چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کی تعلیمی و دینی سرگرمیوں کو سرا ہا۔

۱۰ دسمبر کو عبداللطیف خالد چیمہ نے رحیم شاہ جہانیاں میں حرکتہ المجاہدین کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا قاسم کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔

۱۵، دسمبر کو دارالعلوم ختم نبوت کے صدر مدرس قاری محمد قاسم نے مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار ربوہ کے طلباء کا سالانہ امتحان لیا۔

چیچا وطنی (محمد معاویہ رضوان) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ جمہوریت سمیت تمام کافرانہ نظام ہائے ریاست و سیاست نے انسانیت کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے۔ نصف صدی سے اب تک کے حکمرانوں نے پاکستان کو جی بھر کے لوٹا اور اب بھی لوٹ رہے ہیں ملک کے تمام وسائل پر جاگیرداروں اور سرمایہ پرستوں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ عام شہری نان نفقہ سے پریشان اور بالادست طبقات ملکی وسائل پر عیاشیاں کر رہے ہیں۔ وہ ۲۷، نومبر ۱۹۹۸ء کو دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچا وطنی کے طلباء کے ختم قرآن کریم کے موقع پر سالانہ "قرآن کانفرنس" سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مروجہ انتخابی سسٹم اسلام کی ضد ہے اور موجودہ سیاست کو مجلس احرار "خباثت" کے نام سے تعبیر کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والا امریکہ اور یورپ انسانی قدروں کو تباہ کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کے تحفظ کی اولین شرط یہ ہے کہ نسل پاک ہو۔ ماں باپ کا پتہ ہو جبکہ حرام خور قومیں حرام کاری کے ذریعے انسانیت کی تذلیل کر رہی ہیں اور انسانی حسب و نسب کو بھی گم کیا جا رہا ہے۔ زنا سمیت ہر بدکاری کو انسانی حقوق اور آزادیٔ نسواں کے نام پر تحفظات فراہم کئے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں اور بالخصوص دینی جماعتوں کو اس صورتحال کے سدّباب کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ کئی نقائص کے باوجود ہم نے شریعت بل کی حمایت کی ہے مگر حکومتی رویّوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی پیش رفت نہیں کرے گی۔ سودی نظام کو باقی رکھ کر اور ذرائع ابلاغ سے فحاشی کو فروغ دے کر حکومت کونسی شریعت نافذ کرنا چاہتی ہے؟ مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی نے ربوہ کا نام تبدیل کرنے کی متفقہ قرارداد منظور کر کے تاریخی فیصلہ کیا ہے جسے تحریک تحفظ ختم نبوت کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی استعمار اور کفریہ طاقتیں تہذیب و ثقافت اور میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کے فکر و نظر اور اعتقادات پر یلغار کر رہی ہیں۔ اسلامی قوتوں کو اس صورتحال کا ادراک کر کے مؤثر حکمت عملی تیار کرنی چاہیے۔ خالد چیمہ نے کہا کہ نواز شریف کو توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مرتکب سنیٹر کا نام چھپانے کی بجائے اس کے خلاف بطور مدعی اور گواہ مقدمہ درج کروانا چاہیے۔ دارالعلوم ختم نبوت کے طلباء حافظ عبدالماجد، محمد یاسر اسلم، محمد عثمان، طالب حسین، محمود الحسن، اور محمد آصف نذیر نے عربی اردو اور انگلش میں تقریریں کیں۔ جبکہ حفاظ کرام عبدالماجد اور محمد عثمان کی حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور قاری عبدالجلیل (ابن حضرت پیر جی عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ) نے دستار بندی کی۔

خوشحالی کا انقلاب دعوت و تبلیغ اور جہاد سے آئے گا

مولانا محمد عبداللہ کی شہادت پر حکومت کی خاموشی مجرمانہ فعل ہے

مجلس احرار اسلام دینی مدارس کے ذریعے ایک نظریاتی جماعت پیدا کرنا چاہتی ہے

مدرسہ ختم نبوت بورے والہ کے سنگ بنیاد کی تقریب سے حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری،
مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور عبداللطیف خالد چیمہ کا خطاب

بورے والا (م ش ن) مجلس احرار اسلام کے زیر انتظام ''مدرسہ ختم نبوت'' گرین ٹاؤن لاہور روڈ بورے والا کی تقریب سنگ بنیاد ۱۷، دسمبر ۹۸ء بعد نماز ظہر منعقد ہوئی۔ جس میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ، عبدالکریم قمر، حافظ محمد اکرم اور حافظ شبیر احمد نے خطاب کیا۔ تقریب میں بورے والا اور گردو نواح زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد اور احرار کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مذہبی طبقے ملکی اختلافات کی جنگ کو ختم کر کے ایک ہو جائیں اور کفر کے خلاف ڈٹ جائیں، سیکولر قوتوں سے مفاہمت کر کے اسلامی نظام تو کجا اصلاح احوال بھی ممکن نہیں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ہماری نجات جمہوریت میں نہیں اسلام میں ہے اور اسلام جمہوریت کے راستے سے کبھی آیا نہ آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ کافرانہ نظام اور استحصالی سسٹم سے ستائے ہوئے لوگوں کی خوشحالی کے لئے ہم جس تبدیلی اور انقلاب کی بات کرتے ہیں وہ دعوت و تبلیغ اور جہاد کے راستے سے آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں طالبان پیدا ہو رہے ہیں جو بالآخر کفریہ نظام سیاست کا بوریا بستر گول کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا دین و تہذیب آسمانی و الہامی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد کے مولانا محمد عبداللہ کے قتل کی تفتیش پر حکومت نے جو مجرمانہ انداز اختیار کیا ہے اس سے بالکل واضح ہو گیا ہے کہ مولانا محمد عبداللہ کو حکومتی ایجنسیوں نے قتل کروایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا عبداللہ کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ اسامہ بن لادن کی قیادت میں پوری دنیا میں جذبۂ حریت پروان چڑھے گا اور گھر گھر اسامہ پیدا ہوں گے مجلس احرار اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے کہا کہ قرآن پاک آخری اور حتمی ضابطہ حیات کے طور پر ہمارے پاس موجود ہے۔ یہود و نصاریٰ اسلامی و قرآنی تعلیمات کو ختم کرنے کی مہم پر لگے ہوئے ہیں۔ آج ہمیں دشمن کے حربوں کو سمجھنے کے لئے منظم ہونے کی ضرورت ہے۔ تاکہ مدارس اسلامیہ میں پڑھنے والے طلباء مستقبل میں جرأت و حمیت کے ساتھ دین کی جنگ لڑ سکیں۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اپنے قیام سے لیکر اب تک کافرانہ نظام کے خلاف

برسرپیکار ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا محاسبہ ہمارا طرہ امتیاز اور شناخت ہے۔ ہم مدارس احرار کا ایک مضبوط سلسلہ قائم کر کے نظریاتی اور فکری طور پر ایسے افراد تیار کرنا چاہتے ہیں جو عملی میدان میں اسلام دشمن قوتوں کی حکمت عملی کا ادراک کر کے اپنا لائحہ عمل مرتب کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہوں۔ بعد ازاں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے مدرسہ ختم نبوت کا سنگ بنیاد رکھا۔ بورے والا کی مقامی جماعت کے صوفی عبدالشکور، رانا محمد خالد، چوہدری غضنفر علی، نوید احمد سمیت تمام احباب نے سنگ بنیاد کی تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور محنت کی۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ بورے والا کے ناظم مولانا عبدالروف، مولانا محمد علی جوہر، مولانا محمد اقبال قاسمی، حافظ ابوسفیان حنفی سمیت شہر کے علماء کرام نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔

رپورٹ: عبدالخالق بھٹی شعبہ نشرو اشاعت

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کا سالانہ قرآن کنونشن

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کا دوسرا سالانہ قرآن کنونشن ایوان تجارت و صنعت کویت کے وسیع آڈیٹوریم میں ۲۶ نومبر ۱۹۹۸ء بعد از نماز عشاء منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جناب ڈاکٹر عادل عبداللہ الفلاح سیکرٹری وزارت اوقاف الدراسات الاسلامیہ و محکمہ حج نے کی۔ دیگر مہمانان خصوصی میں محمد یوسف الانصاری مدیر الدراسات الاسلامیہ وزارت اوقاف۔ کویت کی عظیم سماجی شخصیت دعیج خلف الشمری مدیر العام لجنتہ مسلمی آسیا۔ اور فاضل علمائے دین شیخ بدرالقاسم، شیخ جاسر ابوعمار، شیخ حلمی الطلیاوی، شیخ احمد سالم نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں کویت میں معروف پاکستانی سماجی شخصیات، اراکین موومنٹ اور تعلیم القرآن مراکز کے تقریباً بارہ سو طلباء اور اساتذہ کرام بھی شریک ہوئے۔ کویت کے عربی مجلات اور روزنامہ الرائے العام، الانباء، الایمان، الوعی الاسلامی، مجلتہ النور، الخیریہ، کویت ٹائمز، اور پاکستان کے روزنامہ نوائے وقت، خبریں اور یاران وطن کے نمائندہ صحافی حضرات بھی مدعو تھے ان کے علاوہ ہر طبقہ اور مکتبہ فکر کے لوگوں نے بھی شرکت کی۔

تقریب کی نمایاں خصوصیت تھی کہ اس کی کارروائی ٹھیک مقررہ وقت پر ۸ بجے رات شروع ہوئی اور مہمانان خصوصی کی آمد سے پہلے آڈیٹوریم کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ آڈیٹوریم کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا اور ہر مرکز کے طلباء اور اساتذہ کرام اپنے اپنے بینرز کی جہت کے مطابق مخصوص نشستوں پر خوبصورت ترتیب سے بٹھائے گئے تھے۔

جنرل سیکرٹری حاجی لیاقت علی کی دعوت پر امیر موومنٹ مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے تقریب کی کارروائی کا آغاز قاری ضیاء احمد کی تلاوت قرآن پاک سے کیا اس کے بعد مولانا نے اپنے استقبالیہ خطبہ میں جو

عربی اور اردو زبانوں پر مشتمل تھا۔ مہمانان خصوصی اور دیگر معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مومنٹ کی دینی خدمات اور بالخصوص مراکز تعلیم القرآن کے دائرہ کار اور ان کی مجموعی کارکردگی کے بارے میں آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مومنٹ کے ۱۹ مراکز میں جو کہ کویت کی مختلف مساجد میں قائم ہیں تقریباً ۱۲۰۰ طلباء ابتدائی قاعدہ، ناظرہ قرآن اور حفظ و تجوید کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن میں ہر عمر کے طلباء شامل ہیں۔ یہ مراکز اپنی مدد آپ کے اصول پر اراکین مومنٹ کے تعاون سے چل رہے ہیں اور اس سلسلے میں بیرونی ذرائع سے کوئی مالی امداد وصول نہیں کی جاتی۔ مولانا نے وضاحت کی کہ مومنٹ کوئی سیاسی عزائم نہیں رکھتی اور قرآنی تعلیم اور دروس دینیہ کا سلسلہ خالص رضائے الٰہی کے حصول کے ذریعہ کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی دینی خدمات کو مزید وسعت دینے کے عزم کا اظہار کیا اور وزارۃ اوقاف کی طرف سے حاصل تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا نے طلباء کے جذبے و شوقِ تعلیم کو سراہا اور انہیں ان کے امتحانات میں کامیابی پر مبارکباد دی اور مولانا نے پاکستانی سماجی شخصیات کو خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے اس دینی تقریب میں شامل ہو کر اپنی اسلام دوستی اور دینی حمیّت و محبت کا ثبوت دیا ہے۔

اس کے بعد مولانا نے مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر عادل عبداللہ الفلاح کو ڈائس پر آنے کی دعوت دی جنہوں نے نہایت مؤثر انداز میں قرآن پاک کی تعلیم کی ابدی اہمیت اور اس میدان میں ہونے والی حکومت اور شعب کویت کی مختلف النوع کوششوں اور سرگرمیوں کا حوالہ دیا اور اس ضمن میں مولانا احمد علی سراج کے مرتب کردہ تعلیم القرآن پروگرام کو منفرد اور قابل تحسین قرار دیا۔ جو کسی بھی ادارے کی طرف سے مالی معاونت کے بغیر انتہائی منظم طریق پر کامیابی سے چل رہا ہے اور یہ کوئی معمولی مثال نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ آڈیٹوریم میں موجود طلباء کی تعداد اور ان کا نظم و شوق ان کی عمروں کا تفاوت اس حقیقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ ڈاکٹر عادل نے مولانا احمد علی سراج کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی مجموعی کوششیں جو دین کی ترویج و اشاعت، دعوت و تبلیغ اور ادعیان باطلہ کی اسلام سوز مہمات کے خلاف صرف ہو رہی ہیں وہ انتہائی قابل تعریف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے دینی پروگراموں کے لئے ہم آپ کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کریں گے۔ محمد یوسف الانصاری نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ اس عظیم اجتماع کے نظم و ضبط سے بے حد متاثر ہیں جو قرآنی حلقات کی مناسبت سے یہاں اکٹھا ہوا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک مثالی دینی اجتماع ہے اور قرآنی خدمات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے مولانا احمد علی سراج سے عظیم کام لیا ہے جو بڑے بڑے ادارے نہیں کر پائے۔ خود انصاری کے اصول پر چلنے والے اس کام کو دیکھ کر بے حد خوشی ہو رہی ہے اور میں اس کے لئے ہر طرح کے تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔ یاد رہے مولانا بدرالقاسمی دونوں مہمانان خصوصی کی عربی تقریروں کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ پیش کرتے رہے۔

مسافران آخرت

اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا سعید احمد خان رحمتہ اللہ علیہ:۔

۲۵/رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۵/نومبر ۱۹۹۸ء کو عالمی تبلیغی جماعت کے سرپرست و رہنما حضرت مولانا سعید احمد خان مدینہ منورہ میں انتقال کر گئے۔ وہ بانی جماعت تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی حیات میں اس جماعت سے وابستہ ہوئے اور ان کی تربیت کے بعد پھر اپنی تمام عمر تبلیغ اسلام میں کھپا دی۔ ان کے دینی جذبے، فکر آخرت اور تقویٰ کو دیکھ کر عہد صحابہؓ یاد آجاتا تھا۔ مولانا کا وجود مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑی نعمت تھا۔ وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھے۔

حضرت مولانا محمد طسین رحمتہ اللہ علیہ:۔

پاکستان کے ممتاز عالم دین اور محقق حضرت مولانا محمد طسین گزشتہ ماہ کراچی میں انتقال فرما گئے۔ مولانا مرحوم کا علمی مقام مُسلّمہ ہے۔ انہوں نے کم و بیش نصف صدی اپنے قلم اور زبان سے دین اسلام کی خدمت کی۔ انہوں نے انسانی معاشرتی مسائل، فقہی و تحقیقی عنوانات اور دیگر دینی موضوعات پر بہت کچھ لکھا اور اپنی فکری و علمی صلاحیتوں سے مسلمانوں کو بھرپور نفع پہنچایا۔ وہ بہ ظاہر خاموش مگر اپنے کام کے حوالے سے ایک طاقتور تحریک تھے۔ مجلس علمی فاؤنڈیشن کراچی ان کی یادگار ہے۔

چودھری علی احمد مرحوم:۔

مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر محترم چودھری علی احمد صاحب گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ مرحوم گزشتہ پچاس برس سے مجلس احرار اسلام سے وابستہ تھے۔ مجلس کی برپا کی ہوئی تحریکوں میں پوری سرگرمی سے حصہ لیا۔ قید کاٹی اور مصائب برداشت کئے۔ تحریک کشمیر ۱۹۳۱ء اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

جناب شیخ بشیر احمد کو صدمہ:۔

مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم جناب شیخ بشیر احمد (نور محلی) شیخ نذیر احمد، شیخ نکز احمد، شیخ شبیر احمد کی ہمشیرہ محترمہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

والدہ حافظ رحیم بخش:۔

مدرسہ معمورہ، مسجد نور تغلق روڈ ملتان کے امام و مدرس حافظ رحیم بخش صاحب کی والدہ ماجدہ ختم رمضان المبارک کو ملتان میں انتقال کر گئیں۔

حکیم عزیز اللہ مرحوم :۔ ہمارے قدیمی کرم فرما اور مہربان حکیم عزیز اللہ صاحب ملتان میں رحلت فرما گئے۔

جناب علیم ناصری کو صدمہ :۔

ہفت روزہ الاعتصام کے قدیم معاون، ممتاز اہل حدیث عالم اور شاعر ہمارے مہربان، محترم علیم ناصری کی بیٹی اور داماد گزشتہ دنوں ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔

جناب نور حسین کو صدمہ :

ملتان سے ہمارے کرم فرما جناب نور حسین جہلمی کی اہلیہ انتقال کر گئیں۔

محترم پیر سید محمد اسعد شاہ صاحب ھمدانی کو صدمہ :۔

حضرت پیر سید خورشید احمد شاہ ھمدانی قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ اور سید محمد اسعد شاہ صاحب، سید حسین احمد شاہ صاحب اور سید محفوظ الرحمن شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ، رمضان المبارک کو رحلت فرما گئیں۔

حکیم محمد حسن صاحب مرحوم :

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم حکیم محمد حذیفہ کے چچا محترم حکیم محمد حسن صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۹۸ء کو ملتان میں انتقال کر گئے۔

- مجلس احرار اسلام صادق آباد کے صدر محترم چودھری گلزار احمد صاحب کی ہمشیر گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

اراکین ادارہ تمام مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے، خطائیں معاف فرمائے اور درجات بلند فرمائے (آمین) تمام پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطاء فرمائے اور صبر پر اجر عطاء فرمائے۔ (آمین)

قارئین سے درخواست ہے کہ مغفرت و رحمت کے مبارک مہینہ رمضان میں اللہ کے ان بندوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعاء مغفرت و ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

دعاء صحت

- مجلس احرار اسلام ملتان کے رکن اور شیخ بشیر احمد (نور محلی) کے برادر اصغر شیخ صوفی بشیر احمد صاحب شدید علیل ہیں۔
- مجلس احرار اسلام سیالکوٹ کے صدر جناب سالار عبدالعزیز صاحب گزشتہ چند ماہ سے شدید علیل ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ ان کی شفایابی کے لئے خصوصی دعاء فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطاء فرمائے (آمین) ادارہ

خاموش مبلغ۔ ملتان

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا .... ناپائیدار ہو گا!

آج کل "لو میرج" کا رواج عام ہے۔ یعنی سرکاری عدالتی نکاح! پڑھی لکھی دنیا میں "جبری محبت" کا سیریل ڈرامہ نہ جانے کب ختم ہو گا؟

ذرا سوچئے تو! یہ احسان فراموشی ہی تو ہے کہ اولاد اپنے والدین کی پر خلوص محبت، شفقت، پرورش تعلیم و تربیت، خاندانی وجاہت و شرافت اور وقار کو نہایت ڈھٹائی، بے حیائی اور بیدردی سے ٹھکرا دے، توبہ، توبہ، ہزار بار توبہ۔

● غور کیجئے! جید علماء کرام سے وابستگی اور ان کی موجودگی کے باوجود اور اسلام کے عطاء کئے ہوئے بہترین خاندانی نظام اور قانون نکاح کو رد کر کے کورٹ میرج کی مجبوری اور وجوہات کیا ہیں؟ اسلحہ کی نوک پر کسی ناقص العقل سے بیان حلفی لکھوا کر نکاح نکاح کا شور، فریقین کی رضامندی اور آمادگی کا چرچا، کہاں کی دانش مندی ہے۔

آخر کار، عدالتی کارروائی۔ دولہا روپوش۔ دلہن جیل میں بند۔ کہیں دلہن روپوش اور دلہا جیل میں۔ کہیں دولہا دلہن کے ساتھ فرار۔ یہ دونوں کے لیے کانٹوں کی سیج اور میٹھا زہر ہے۔ یہ مبارکبادی نہیں خانہ خرابی کا سامان ہے۔ لمحوں کی خطا اور عمر بھر کی سزا ہے۔

کسی احسان فراموش اور نمک حرام کے سر پر سینگ نہیں ہوتے۔ وہ اپنی حماقت او بیہودہ کردار سے پہچانا جاتا ہے۔ اور پھر عذر گناہ بد تراز گناہ۔ قانون کی نظر میں اعانت جرم بھی جرم ہے۔ یہ نہ بھولنا چاہیے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے اور پکڑ سخت ہے۔

ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

سچ ذریعہ نجات اور جھوٹ تباہی ہے .... نری تباہی

کیا یہ دیدہ دلیری دہشت گردی نہیں ہے کہ "لو میرج" کی مریضہ سے نکاح فارم پر یہ شرط لکھوائی جائے کہ اگر دولہا طلاق دے گا تو دلہن کو دولاکھ روپیہ ہرجانہ ادا کرے گا اور اگر دلہن خلع (طلاق) کا تقاضا کرے گی تو وہ دولاکھ روپیہ دولہا کو ادا کرے گی۔ مقام غور ہے کہ ایک کنگال دولاکھ روپیہ کہاں سے ادا کرے گا یا وہ کرے گی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

ناللہ وانا الیہ راجعون

بڑوں نے سچ کہا ہے:

رب رُسّے تے مت کھسّے

سید محمد کفیل بخاری کی تنظیمی مصروفیات

۱۰، دسمبر جمعرات جامعہ رشیدیہ، چشتیاں میں مولانا محمد افضل خان کی دعوت پر بعد از عشاء سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب

۱۱، دسمبر جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ ضلع چکوال میں خطبہ جمعہ اور کارکنان احرار سے ملاقات

۱۲، دسمبر تھوبا محرم خان، تحصیل تلہ گنگ میں تبلیغی جلسہ سے خطاب۔

۱۳، دسمبر احباب احرار تلہ گنگ سے تنظیمی امور پر مشاورت اور معززین شہر سے ملاقاتیں۔

۱۴، دسمبر چکڑالہ ضلع میانوالی میں مجلس احرارِ اسلام کے مرکز مسجد سیدنا علی المرتضیٰ میں جلسہ سے خطاب اور کارکنان احرار سے مشاورت۔

۱۵، دسمبر تلہ گنگ میں قیام۔

۱۶، دسمبر لاہور دفتر احرار میں قیام اور اہم تنظیمی امور پر احباب احرار سے مشاورت۔

۱۸، دسمبر دارِ بنی ہاشم میں خطبۂ جمعہ۔ ۲۵، دسمبر مسجد نور ملتان میں خطبۂ جمعہ۔

باذوق قارئین کے لئے نئی کتابیں

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

- مجاہد ختم نبوت اور عظیم مبلغ کی داستانِ حیات
- جدوجہد اور خدمات

تالیف: مولانا محمد سعیدالرحمٰن علوی رحمہ اللہ

قیمت: =/۱۰۰ روپے

مقدمہ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

- قافلۂ احرار کے عظیم فرد
- سفیر اسلام اور پاسبان ختم نبوت کے سوانح و افکار
- تبلیغی و سیاسی خدمات

تالیف: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

- قیمت =/۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: 511961 - 061

زیرِ انتظام تنظیم القراء پاکستان ٹرسٹ، علومِ قرآن کی فقید المثال درسگاہ

قرآن یونیورسٹی الجامعۃ الفاروقیہ صوت القرآن

اسامہ کالونی جلال پور پیروالا

حفظ قرآن مع تجوید صرف 3 سال میں اور میٹرک تک اردو تعلیم کا مکمل انتظام

زیر سرپرستی:

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ کندیاں شریف

بیاد:

حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب نقشبندی رحمہ اللہ

اپیل:

ادارہ کی تعمیر میں حصہ لے کر جنت میں اپنا محل تعمیر کرائیں۔ ادارہ میں بتدائی تعلیم کے لئے فوری طور پر دارالقرآن اور چند ضروری رہائش گاہوں کی تعمیر اشد ضروری ہے۔ جس کے لیے نقد رقوم کے علاوہ اینٹ، سیمنٹ، سریا، بجری اور دیگر سامانِ تعمیر درکار ہے۔ اہل خیر خصوصی طور پر اپنی زکواۃ صدقات وغیرہ سے امداد فرمائیں (جزاکم اللہ احسن الجزا

الداعی الی الخیر: قاری عبدالرحیم فاروقی منتظم

الجامعۃ الفاروقیہ صوت القرآن اسامہ کالونی شجاعت پور روڈ جلال پور پیروالا (ملتان)

رابطہ برائے عطیات: عبدالرحمن جامی نقشبندی

ناظم جامعہ ہذا وارڈ نمبر 17 محلہ نقشبندیہ، جلال پور پیروالا (ملتان) فون: 210505

قرآنی تعلیمات کے عظیم مرکز

مدرسہ معمورہ، ملتان

میں نئے تعلیمی سال ۲۰-۱۴۱۹ھ کے لئے داخلہ

- مدرسہ معمورہ ملتان گزشتہ ۳۷ برس سے تعلیم قرآن کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ اور وفاق المدارس الاحرار سے ملحق ہے۔
- وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت مختلف شہروں میں دیگر ۲۴ مدارس قرآنِ کریم حفظ و ناظرہ کی تعلیم میں مصروف ہیں۔
- مدرسہ معمورہ کے شعبہ تعلیم القرآن (حفظ و تجوید اور ناظرہ) میں اساتذہ تدریس کی خدمت میں مصروف ہیں۔
- مدرسہ معموہ میں درسِ نظامی کے شعبہ میں قابل اساتذہ تعلیم و تدریس کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔
- پرائمری تک تعلیم کے لئے بھی کلاسیں جاری ہیں۔

اپنے بچوں کی فکری و نظریاتی اور اخلاقی تربیت کے لئے ہمارے ادارہ کو خدمت کا موقع دیجئے:

تاریخ داخلہ

شعبہ حفظ و ناظرہ قرآن کریم اور شعبہ درس نظامی میں

۱۰ شوال تا ۲۵ شوال داخلہ جاری رہے گا۔

الداعی الی الخیر: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ. دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
مدیر وفاق المدارس الاحرار پاکستان فون: 511961 - 061

دانت دُرست "تَن" دُرست

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحّت کے لیے انتہائی موثّر نباتاتی

مسواک — ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

اچھی صحت کا دارومدار صحت مند دانتوں پر ہے۔ اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گر جائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذّتوں سے لُطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے۔ ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دارچینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ "مسواک ٹوتھ پیسٹ" تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے۔

سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ

مسواک — ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

مسواک کے قدرتی خواص صحتِ دنداں کی مضبوط اساس

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ: تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

Adarts-HMPT-22/95

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

کے دو عہد ساز نمبر

امیر شریعت نمبر

بیاد

امیر شریعت خطیب الامت، بطلِ حریت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

● اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار ● ایک تاریخ، ایک دستاویز، ایک داستان ● خاندانی حالات، سیرت کے مجلا اوراق ● خطابتی معرکے، سیاسی تذکرے ● بزم سے لیکر رزم اور منبر و محراب سے لے کر دار و رسن تک ● نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں، سیاسی مجادلوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی ●

خوبصورت سہ رنگا سرورق، مجلد، اعلیٰ طباعت

صفحات: ۵۷۶، قیمت ۳۰۰ روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت صرف ۲۰۰ روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر طلب فرمائیں۔

جانشین امیر شریعت نمبر

بیاد

جانشین امیر شریعت قائد احرار سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

● ایک قادر الکلام خطیب اور متبحر عالم دین کے سوانح و افکار ● ایک مفکر اور قائد کے عزم و ہمت اور جرأت و شجاعت کا تذکرہ ● ایک شاعر و ادیب اور محقق کی علمی ادبی، صحافتی اور دینی و تحریکی خدمات

● تاریخ احرار کا ایک روشن باب

● فکر احرار کا امین و وارث ● عظمت صحابہ کا نقیب و محافظ ● ایک مفکر، مبلغ، خطیب اور ادیب کی داستانِ حیات

صفحات: ۳۰۰، قیمت ۵۰ روپے

پیشگی منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ ڈاک سے حاصل کریں

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت: دارِ بنی ھاشم، مہربان کالونی ملتان فون: 061.511961